"قوموں کی اصلاح نوجوانوں کی اصلاح کے بغیر نہیں ہو سکتی"

نبوت ۱۳۵۳ ہش ــــــ نومبر ۱۹۷۴ء

شرح چندہ:
سالانہ : دس روپے
ماہوار : ایک روپیہ

ایڈیٹر
جمیل الرحمن رفیق

مجلس عاملہ خدام الاحمدیہ مرکزیہ

برائے سال 1353/54 ھش—1974/75ء

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی منظوری سے مندرجہ ذیل احباب کو مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ کی مجلس عاملہ کا رکن مقرر کیا گیا ہے ۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ سب عہدیداران کو اپنے فضل و کرم سے خدمت کی غیر معمولی توفیق دے اور ان کی کوششوں کو برکتوں سے نوازتے ہوئے شرف قبولیت عطا کرے آمین ۔

خاکسار

عطاءالمجیب راشد

صدر مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ ربوہ

۱۔ نائب صدر :	مکرم صاحبزادہ مرزا غلام احمد صاحب
۲۔ معتمد :	" اللہ بخش صاحب شاھد
۳۔ مہتمم خدمت خلق :	" ڈاکٹر لطیف احمد صاحب
۴۔ " تعلیم :	" محمد اسلم صاحب صابر
۵۔ " تربیت :	" سلطان احمد صاحب شاھد
۶۔ " مال :	" شیخ مبارک احمد صاحب
۷۔ " عمومی :	" محمد شفیق صاحب قیصر
۸۔ " صحت جسمانی :	" عبدالرزاق صاحب
۹۔ " وقار عمل :	" حمید احمد صاحب خالد
۱۰۔ " صنعت و تجارت :	" محمد اسلم صاحب شاد
۱۱۔ " تحریک جدید :	" قریشی محمد اسلم صاحب
۱۲۔ " اطفال :	" لئیق احمد صاحب طاہر
۱۳۔ " مجالس بیرون :	" منصور احمد صاحب بشیر
۱۴۔ " اصلاح و ارشاد :	" مرزا محمد دین صاحب ناز
۱۵۔ " تجنید :	" ماسٹر عبدالمجید صاحب
۱۶۔ " اشاعت :	" جمیل الرحمن صاحب رفیق
۱۷۔ " مقامی :	" مبارک احمد صاحب طاہر
۱۸۔ " امور طلبہ :	" منور شمیم صاحب خالد
۱۹۔ محاسب :	" مبارک احمد خانصاحب

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

استبقوا الخیرات

مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ کا ترجمان

"تیری عاجزانہ راہیں اس کو پسند آئیں"

(المسیح الموعودؑ)

"قوموں کی اصلاح نوجوانوں کی اصلاح کے بغیر نہیں ہو سکتی"

(المصلح الموعودؓ)

ماہنامہ خالد ربوہ

جلد ۲۱ | نبوت ۱۳۵۳ ہش | شمارہ ۱

نومبر ۱۹۷۴ء
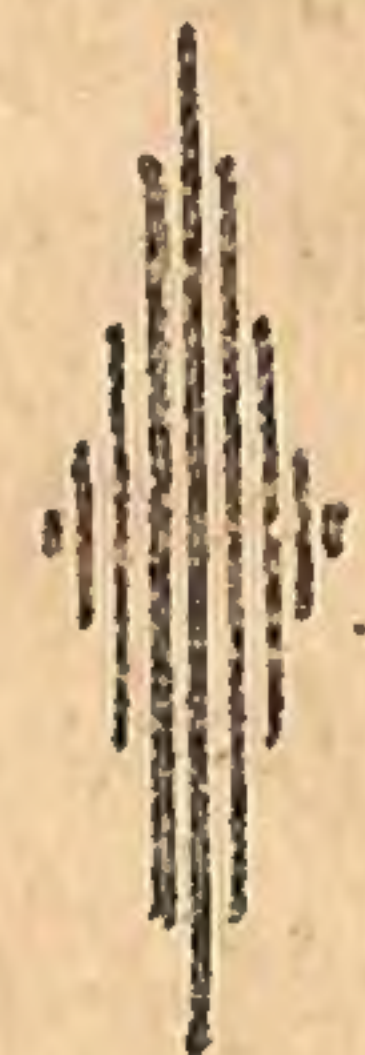
ایڈیٹر

جمیل الرحمٰن رفیق

- تحریک جدید اور خدام الاحمدیہ کا سالِ نو (اداریہ) صـ۲
- خدام الاحمدیہ کے نام سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا پیغام صـ۴
- ہمارے [illegible] چھوٹے بھائی مان جائیں گے (نظم) صـ۵
- ویکلّم النّاس فی المھد وکھلًا ومن الصّٰلحین۔ صـ۶
- ایک اعتراض اور اس کا جواب صـ۱۱
- مسلمان فرقوں کا تعارف صـ۱۲
- کمالِ محمد صلے اللہ علیہ وسلم (نعت) صـ۱۹
- غلبۂ اسلام کی آسمانی سکیم (تحریک جدید) کے نئے سال کا اعلان۔ صـ۲۰
- مجلسِ عاملہ خدام الاحمدیہ مرکزیہ کا مختصر تعارف صـ۲۲

پبلشر:- محمد شفیق قیصر

پرنٹر:- سید عبدالحی

مطبع:- ضیاء الاسلام پریس ربوہ

مقامِ اشاعت:- دفتر ماہنامہ "خالد" دارالصدر جنوبی ربوہ

سالانہ چندہ

دس روپے

قیمت فی پرچہ

ایک روپیہ

اداریہ

اِس ماہ غلبۂ اسلام کی آسمانی سکیم اپنی زندگی کی چالیس تابناک بہاریں دیکھ کر اکتالیسویں بہار میں داخل ہو گئی ہے۔ بلاشبہ یہ ایک ایسی عظیم الشّان تحریک ہے جو اپنی نظیر آپ ہے۔ حضرت المصلح الموعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے الٰہی اشارہ سے اِس بابرکت تحریک کا اجراء فرمایا تھا۔ حضور رضؓ نے فرمایا:۔

"یہ خیال مت کرو کہ تحریکِ جدید میری طرف سے ہے۔ ۔ ۔ یہ مت خیال کرو کہ جو میں نے کہا وہ میری طرف سے ہے بلکہ یہ اس نے کہا ہے جس کے ہاتھ میں تمہاری جان ہے۔ مَیں اگر مر بھی جاؤں تو دوسرے سے یہی کہلوائے گا۔ ۔ ۔ بہرحال چھوڑے گا نہیں جب تک تم سے اس کی پابندی نہ کرائے"!

(الفضل ۳۱ دسمبر ۱۹۳۵ء)

اِسلام کی نشأۃِ ثانیہ کا جس کی خبر الٰہی نوشتوں میں دی گئی تھی یہی دَور ہے جس میں سے ہم گزر رہے ہیں۔ خدا تعالیٰ کی ازلی تقدیر کے مطابق وہ وقت آگیا ہے کہ ادیانِ باطلہ اپنے تمام تر دجل و فریب کے ساتھ صفحہ ہستی سے حرفِ غلط کی طرح مِٹ جائیں اور دینِ حنیف کا بول بالا ہو اور ایک دفعہ پھر خدا اور اس کے رسولؐ کی حکومت قلوب پر قائم ہو۔ اِسی مقصد کو بااحسن طور انجام دینے کے لئے قرنِ حاضر میں الٰہی منصوبہ کے ماتحت تحریکِ جدید کا پَودا نصب کیا گیا جس کی آبیاری مخلصینِ جماعت نے مسلسل جانی، مالی، قلمی اور لسانی طور پر کی، آج یہ پَودا ایک درخت بن چکا ہے جس کی شاخیں عالَم پر محیط ہوا چاہتی ہیں اور اس شجرہ مبارکہ کے شیریں پھل ملک ملک کے باشندوں نے چکھے ہیں۔ آج کے دَورِ ابتلاء میں پہلے سے زیادہ اِس بات کی ضرورت ہے کہ خدامِ احمدیت زیادہ جوش و جذبہ سے آگے آکر اِس آسمانی سکیم کی جلد از جلد کامیابی و فتح یابی کے لئے اپنا تن من دھن نچھاور کریں۔

یکم نومبر کو خطبہ جمعہ میں ہمارے پیارے امام ہمام حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے تحریکِ جدید کے ہر دو دفاتر کے نئے سالوں کا اعلان فرما دیا ہے۔ اِس تعلق میں حضور کے اپنے کلمات اِسی اشاعت میں

شامل ہیں جنہیں پڑھ کر انشاء اللہ ہر مخلص احمدی کی رگوں میں جوشِ قربانی کا ایک نیا خون دوڑنے لگے گا۔

خدام الاحمدیہ اور تحریکِ جدید کا نیا سال ایک ساتھ شروع ہوتا ہے جس میں یہ اشارہ پنہاں ہے کہ تحریکِ جدید کی قربانیوں کے ساتھ خصوصیت کے ساتھ خدام الاحمدیہ کا تعلق ہے۔ اب جبکہ تحریکِ جدید اور خدام الاحمدیہ کے سالِ نو کا آغاز ہو چکا ہے تو تمام خدام کا فرض ہے کہ ایک نئے جوش کے ساتھ اپنے آپ کو دینی کاموں کے لئے پیش کریں۔ جن امور میں سالِ گزشتہ کے دوران ہم سے کوتاہی ہوئی ہے ہمیں اس سال عزم کرنا چاہیئے کہ اب کے ایسی کوتاہی نہیں ہوگی۔ ہمیں امید ہے کہ تمام مجالس پہلے سے زیادہ چستی اور تندہی سے لائحہ عمل کے مطابق کام کریں گی اور فاستبقوا الخیرات کے قرآنی حکم کے مطابق نیکیوں میں ایک دوسرے سے بڑھ جانے کی خصوصی سعی کریں گی۔ حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا سالِ نو کا پیغام نونہالانِ جماعت کے نام اِسی شمارہ میں شامل ہے۔

اِعتذار

ہمیں افسوس ہے کہ بعض ناگزیر حالات کی وجہ سے ماہِ گزشتہ اور ماہِ رواں کے پرچوں کی اشاعت میں خاصی تاخیر ہوئی ہے۔ شاید ماہِ دسمبر کے پرچہ پر بھی کچھ اثر پڑے۔ ہر چند کہ ایک اخبار یا رسالہ کا بروقت شائع ہو کر قارئین کے ہاتھوں میں پہنچ جانا ازحد ضروری ہے اور اس کے لئے سعی بلیغ بھی کی جاتی ہے مگر بایں ہمہ بعض ایسے موانع پیدا ہو گئے جس کی وجہ سے مذکورہ بالا تاخیر واقع ہو گئی۔ نئے سال میں بفضلہ تعالیٰ ادارہ اور زیادہ کوشش کریگا کہ ایسی تاخیر آئندہ نہ ہو۔ وباللہ التوفیق۔

خالد آپ کا اپنا ماہنامہ ہے اس کو بہتر سے بہتر بنانا آپ کا فرض ہے۔ قارئینِ کرام اس کے معیار کو بلند کرنے اور زیادہ سے زیادہ جاذب بنانے کے لئے مختلف ذرائع سوچتے ہوں گے۔ کیا ہی اچھا ہو کہ اس تعلق میں آپ ہمیں اپنے قیمتی مشوروں سے نوازیں۔ انشاء اللہ حتی المقدور آپ کے مشوروں پر عمل کرنے کی کوشش کی جائے گی۔

اعتراف:- مکرم محمد شفیق صاحب قیصر نے بطور ایڈیٹر رسالہ خالد کی سال بھر خدمت کی ہے۔ ادارہ آپ کی خدمات کا اعتراف کرتا ہے اور آپ کا بے حد ممنون ہے۔ موصوف کو مرکزی مجلس عاملہ میں نئی ذمہ داری سونپی گئی ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کی گزشتہ مساعی کو قبول فرمائے اور آئندہ بھی خدمات بجالانے کی توفیق دیتا رہے۔ آمین

خدام الاحمدیہ کے نام

سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کا پیغام

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے محترم صدر صاحب مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ نے درخواست کی کہ امسال سالانہ اجتماع نہ ہو سکنے کی وجہ سے خدام کو اپنے آقا کا روح پرور خطاب سننے کا موقع نہیں مل سکا۔ اگر حضور پسند فرمائیں تو اپنے خدام کی تشنگی کو دور کرنے کے لئے خالد میں اشاعت کے لئے مختصر پیغام عنایت فرمائیں۔ حضور نے ازراہِ شفقت صدرِ محترم کی درخواست کو قبول فرماتے ہوئے اپنے خدام کے نام درج ذیل پیغام مرحمت فرمایا ہے۔ (ادارہ)

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ   نَحۡمَدُہٗ وَ نُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ   وَعَلٰی عَبۡدِہِ الۡمَسِیۡحِ الۡمَوۡعُوۡدِ

خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ

ھُوَ النَّاصِرُ

نونہالانِ جماعت! اَلسَّلَامُ عَلَیۡکُمۡ وَرَحۡمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ

اللہ تعالیٰ آپ کے اخلاص میں برکت دے۔ غلبۂ اسلام کی اس مہم میں آپ کو بڑھ چڑھ کر حصہ لینے اور ہر قربانی پیش کرنے کی توفیق دے اور اسے قبول فرمائے۔ آمین

ہمارا خدا بے حد پیار کرنے والا خدا ہے ہم نے ہمیشہ اس کے پیار کے حسین جلوے دیکھے اور اس کے احسانات کو بارش کے قطروں کی طرح نازل ہوتا دیکھا۔ ہر آڑے وقت میں وہ ہماری مدد کے لئے آیا۔ اس نے کبھی ہمارا ساتھ نہیں چھوڑا۔ پس آپ بھی اس کے باوفا بندے بنیں کبھی اس سے بے وفائی نہ کریں۔ اسی پر توکل رکھیں اور کبھی اس کا دامن ہاتھ سے نہ چھوڑیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کے ساتھ ہو۔ آمین

مرزا ناصر احمد
خلیفۃ المسیح الثالث

۷ / ۱۱ / ۷۴ – ۵۳

ہمارے روٹھے ہوئے بھائی مان جائیں گے

(محترم چوہدری شبّیر احمد صاحب بی۔اے)

دیئے وفا کے ہر اِک موڑ پر جلائیں گے
ستم شعار کو یوں اپنا ہم بنائیں گے

گلی گلی میں کرو اہتمامِ دار و رسن
ہر اِک مقام پہ منصور بن کے آئیں گے

دِلوں میں شوقِ شہادت ہے موجزن پیارو
قیامِ حق کے لئے اپنا سر کٹائیں گے

ہمارے چہرے رہیں گے سدا تبسّم ریز
تمہاری سنگ زنی پر بھی مُسکرائیں گے

خیالِ یُوسفِ دوراں رہے مرے پیارو
کہ آڑے وقت میں یُوسف ہی کام آئیں گے

ہمارا نام کہاں تک چُھپا سکو گے تُم
رقیب روز جو تہمت نئی لگائیں گے

ہمیں یقین ہے شبّیر ایک دِن آخر
ہمارے رُوٹھے ہوئے بھائی مان جائینگے

وَيُكَلِّمُ النَّاسَ فِي الْمَهْدِ وَكَهْلًا وَّمِنَ الصّٰلِحِيْنَ

(محترم پیر معین الدین صاحب ربوہ)

حضرت مسیحؑ کی پیدائش سے پہلے اُن کے متعلق حضرت مریمؑ کو جو بشارات دی گئیں اُن میں سے ایک وہ تھی جو اس مضمون کا عنوان ہے اور سورۃ آل عمران میں بیان ہوئی ہے۔

مَھْد کے بنیادی معنی کسی چیز کو ہموار کرنے یا تیار کرنے کے ہیں اور اِسی بناء پر یہ لفظ کسی چیز کی تیاری کے زمانہ کے لئے اور "گہوارہ" کیلئے استعمال ہوتا ہے اور اِس آیت میں مفسرین نے اس سے بچپن کا زمانہ مراد لیا ہے۔

کَھْل کے معنی ادھیڑ عمر کے شخص کے ہیں۔ کئی مفسرین نے ۳۱ یا ۳۵ سے ۵۱ سال تک کی عمر کو اور ثعلبی نے ۳۴ سے ۶۰ سال تک کی عمر کو کُھولت کی عمر قرار دیا ہے اور لسان العرب اور مفرداتِ راغب میں ہے کہ کَھْل وہ ہے جس کے بال بڑھاپے نے سفید کر دیئے ہوں۔ اور اِکْتَھَلَ النَّبَاتُ اُس وقت کہتے ہیں جب نبات پورا قد نکال کر سوکھنے کے قریب پہنچ جائے (راغب) لہذا اِس بارہ میں ثعلبی کا قول نہایت وزنی معلوم ہوتا ہے۔ اور منن الرحمٰن میں حضرت مسیح موعودؑ نے بھی لکھا ہے کہ (۳۴ سے) ۶۰ سال تک کی عمر والے شخص کو کَھْل کہتے ہیں۔

بعض مفسرین کا کہنا ہے کہ اگر یُکَلِّمُ النَّاسَ فِی الْمَھْدِ وَکَھْلًا کا مطلب یہ لیا جائے کہ حضرت مسیحؑ ایک دفعہ مَھْد میں کلام کریں گے اور پھر کَھْل ہو کر کلام کریں گے۔ تو چونکہ اِس سے یہ اشارہ نکلتا ہے کہ درمیانی عرصہ میں وہ گنگ رہیں گے اِس لئے یہ الفاظ مبنی بر خوشخبری نہیں رہتے۔ لہذا ہمیں ماننا پڑے گا کہ اِن الفاظ سے منشاء صرف یہ ظاہر کرنا تھا کہ وہ بچپن ہی سے کلام کرنا شروع کر دیں گے اور کُھولت کی عمر تک کلام کرتے رہیں گے یعنی نہ گونگے ہوں گے اور نہ جلد فوت ہوں گے۔ لیکن خاکسار عرض کرتا ہے کہ جب اُنکے متعلق یہ کہہ دیا گیا کہ وہ وَجِیْہ ہوں گے اور رَسُول ہوں گے تو اس کے بعد یہ بتانے کی تو ضرورت ہی نہیں تھی کہ وہ گونگے نہیں ہوں گے۔ اور اگر مقصد اُن کے لمبی عمر والا ہونے کی طرف اشارہ کرنا تھا تو اس کے لئے کُھولت کی عمر میں کلام کرنے کا ذکر غیر موزوں ہے کیونکہ کُھولت کا زمانہ کسی بھی اہلِ لغت کے نزدیک

۶۰ سال سے اُوپر نہیں جاتا اور حدیثِ نبویؐ کی رُو سے حضرت مسیحؑ کی عمر ۱۲۰ سال تھی۔ گویا کہولت کی عمر کی زیادہ سے زیادہ حد سے بھی دوگنا۔

بات دراصل یہ ہے کہ مذکورہ بالا اعتراض صرف اسی صورت میں پڑتا ہے جو کلام سے عام کلام مراد لیا جائے ورنہ اگر اس سے خاص کلام مراد ہو تو یہ اعتراض ہرگز نہیں پڑتا کیونکہ کسی شخص کا دو موقعوں پر خاص کلام کرنا یہ ظاہر نہیں کرتا کہ درمیانی عرصہ میں وہ گُنگ رہا۔ اور یہاں خاص کلام ہی مراد ہے کیونکہ کلام فی المھد کے ساتھ کہولت کے کلام کا ذکر بھی کیا گیا ہے حالانکہ عام کلام کی صورت میں اسکی کوئی ضرورت نہیں ہو سکتی تھی اور سورۃ المائدہ میں اِذْ تُكَلِّمُ النَّاسَ فِي الْمَهْدِ وَ كَهْلًا سے پہلے حضرت مسیحؑ کے رُوح القدس سے مؤیّد ہونے کا ذکر بھی ہے اور رُوح القدس سے تائید پا کر جو کلام کیا جائے وہ عام کلام ہو سکتا ہی نہیں۔

اب دیکھنا یہ ہے کہ خاص کلام سے کیا مُراد ہے۔ سو اگر تو کلام فی المھد اور کہولت کا کلام دونوں بعد از نبوّت ہوں تو اس میں شبہ نہیں ہو سکتا کہ اس سے خدا تعالیٰ کی رسالت کا لوگوں تک پہنچانا ہی مراد ہے کیونکہ نبی کا ہمہ وقت یہی کام ہوا کرتا ہے لیکن اگر ان میں سے مَھْد کا کلام قبل از نبوّت کا ہو تو پھر اس سے مراد محض حق و حکمت کی باتیں ہوں گی۔

اگر پہلی صورت ہو یعنی کلام فی المھد اور کہولت کا کلام دونوں بعد از نبوّت کے کلام ہوں تو اس پر سوال ہوگا کہ نبی تو ساری عمر ہی خدا تعالیٰ کا پیغام لوگوں تک پہنچاتا رہتا ہے۔ پھر اس آیت میں زمانۂ مہد اور زمانۂ کہولت کے درمیانی زمانہ اور اسی طرح کہولت کے بعد کے زمانہ کا ذکر کیوں نہیں کیا گیا اور ایسا کیوں ہے کہ حضرت مسیحؑ کی ماموارانہ زندگی کے چار حصّے کر کے ان میں سے پہلے حصّہ کو لیا گیا ہے اور دوسرے کو چھوڑ دیا گیا ہے۔ پھر تیسرے حصّہ کو لیا گیا ہے اور چوتھے کو چھوڑ دیا گیا ہے۔ سو جاننا چاہیئے کہ ایسا کر کے یہ اشارہ کیا گیا ہے کہ يُكَلِّمُ النَّاسَ ... الخ میں کلام کرنے سے کلام کا آغاز کرنا مُراد ہے اور مطلب یہ ہے کہ وہ دو دفعہ اپنی دعوت شروع کریں گے۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ ایک ہی چیز کے دو آغاز کیسے؟ سو جاننا چاہیئے کہ انبیاءؑ کے ساتھ ہجرت بھی لگی ہوئی ہے پس يُكَلِّمُ النَّاسَ فِي الْمَهْدِ وَكَهْلًا میں یہ اشارہ کر کے کہ حضرت مسیحؑ اپنی دعوت کا آغاز دو دفعہ کریں گے یہ بتایا گیا تھا کہ اُن کو اپنی بعثت کے مقام سے ہجرت کرنا پڑے گی اور اُن کا دار الہجرت ایک دُور دراز کا مقام ہوگا جہاں پہنچ کر کام کرنا گویا نئے سرے سے کام کرنا ہوگا۔ اور جب وہ پہلی دفعہ اپنی دعوت کا آغاز کریں گے تو اُس وقت وہ اپنی عمر کے زمانۂ مہد میں ہوں گے (خواہ اِس اعتبار سے کہ اُس وقت یہود اُن کے بارہ میں كَيْفَ نُكَلِّمُ مَنْ كَانَ

فِي الْمَهْدِ صَبِيًّا کہ کر اُن کو بچہ قرار دیں گے یا کسی اَور اعتبار سے) لیکن جب وہ دوسری دفعہ یعنی اپنے دارالہجرت میں پہنچ کر اپنی دعوت کا آغاز کریں گے تو اُس وقت وہ بہرحال ایک کہل بن چکے ہوں گے۔

یہاں سوال ہو سکتا ہے کہ بے شک یہود نے حضرت مسیح کے متعلق اُس وقت بھی کہ جب وہ جَعَلَنِي نَبِيًّا کہنے والے تھے كَيْفَ نُكَلِّمُ مَنْ كَانَ فِي الْمَهْدِ صَبِيًّا کہ کر اُنہیں بچہ قرار دینا تھا لیکن خدا تعالیٰ کو تو پتہ تھا کہ وہ مامور ہونے کے وقت مہد کا بچہ نہیں ہوں گے۔ پھر اُس نے حضرت مریمؑ کو بشارت دیتے ہوئے يُكَلِّمُ النَّاسَ فِي الْمَهْدِ کیوں فرمایا؟ اس کا جواب یہ ہے کہ حضرت مریمؑ کو بیٹے کی بشارت اُن کی کنوارگی میں دی جا رہی تھی اور ان کو یہ فکر پیدا ہونا لازمی بات تھی کہ جب لوگ باتیں بنائیں گے تو وہ اُن کو کیا جواب دیں گی اس لئے خدا تعالیٰ نے اِن الفاظ میں اُن کو تسلی دلائی کہ تیرا موعود لڑکا ابھی چھوٹی عمر کا اور (گہوارہ کے بچہ کی طرح) تیری کفالت ہی میں ہو گا کہ ہم اُسے نبی بنا دیں گے اور وہ خود لوگوں کو جواب دے لیگا۔ چنانچہ سورہ مریم کے الفاظ فَأَتَتْ بِهِ قَوْمَهَا تَحْمِلُهُ، میں اس کی طرف ایک لطیف اشارہ بھی ہے کہ منصبِ نبوت پانے کے وقت حضرت مسیح اپنی والدہ کی کفالت میں تھے اور یہی یہاں مُراد ہے ورنہ وَيُكَلِّمُ النَّاسَ فِي الْمَهْدِ وَكَهْلًا کے بعد وَمِنَ الصَّالِحِينَ کے الفاظ بڑھا کر اُسی وقت یہ واضح کر دیا گیا تھا کہ عام معنی میں وہ گہوارہ کے بچہ نہیں ہونگے عین ممکن ہے کہ اِس زمانہ کے مسیح کی طرح مسیح ناصری بھی عبادت اور دینی کاموں میں اتنے محو رہتے ہوں کہ انہیں دُنیا کمانے کی ہوش ہی نہ ہو اور اُن کی والدہ جن کو راہبہ ہونے کی وجہ سے کافی تحائف پہنچتے رہتے تھے اُن کی ضروریات کا خیال رکھتی ہوں پس وَيُكَلِّمُ النَّاسَ فِي الْمَهْدِ میں اِسی امر کی طرف اشارہ تھا اور حضرت مریمؑ نے یہ اشارہ پا بھی لیا تھا۔ اِسی لئے تو جب یہود نے اُن پر الزام لگایا تو انہوں نے مسیح کی طرف اشارہ کر دیا کہ یہ جواب دے گا۔ اس کے علاوہ آغازِ نبوت کے وقت حضرت مسیح کا لوگوں سے کلام کرنا کلام فی المهد اِس اعتبار سے بھی تھا کہ وہ زمانہ اُن کے مشن کی تکمیل کے لئے گویا تیاری کا زمانہ تھا۔

بہرحال اگر مندرجہ بالا تشریح اختیار کی جائے تو حضرت مسیح کے زمانہ مہد کے کلام اور کہولت کے کلام کو دو الگ الگ زمانوں کے کلام کے طور پر پیش کئے جانے پر کوئی اعتراض بھی باقی نہیں رہتا۔ اور اِس قصہ کا قرآن کریم میں بیان ہونا ایک بڑی حکمت پر مبنی بھی ٹھہرتا ہے اور وہ حکمت یہ ہے کہ اس سے یہ اشارہ ہوتا ہے کہ حضرت مسیح کے متعلق اُن کی بعثت سے بھی پہلے یہ مقدر ہو چکا تھا کہ وہ اپنے مبعوث ہونے کے مقام پر تھوڑا عرصہ ہی قیام کریں گے اور اس کے بعد ایک دُور دراز کے مقام کی طرف ہجرت کر جائیں گے اور اِس طرح اِس سے ثابت ہوتا ہے

کہ نہ حضرت مسیح اپنے دعویٰ کے چند سال کے اندر صلیب پر مارے گئے اور نہ وہ آسمانوں پر اٹھائے گئے۔

اگر کلام سے نبوت کا کلام مراد لیں جیسا کہ اُوپر کی تشریح میں لیا گیا ہے تو اِس فقرہ کے قرآن کریم میں درج کئے جانے کا ایک اور بڑا فائدہ بھی ہے اور وہ یہ کہ جس طرح اِس ذکر میں کہ مسیح خدا تعالیٰ کی رسالت کو لوگوں تک پہنچانے کا دو دفعہ آغاز کریں گے اُن کے دو مقامات پر خاص طور پر کام کرنے کی طرف یا بالفاظِ دیگر اُن کی ہجرت کی طرف اشارہ ہوتا ہے وہاں اس سے اُن کی دو بعثتوں کی طرف بھی اشارہ ہوتا ہے اور پتہ لگتا ہے کہ اُن کی پیدائش سے بھی پہلے یہ مقدر ہو چکا تھا کہ اُن کی پہلی بعثت کا آغاز زمانہ مہد میں ہوگا اور دوسری بعثت کا آغاز کہولت کی عمر میں ہوگا۔ مگر اس کا یہ مطلب نہیں تھا کہ وہ خود دوبارہ دُنیا میں آئیں گے کیونکہ انہوں نے تو اپنی بعثتِ اولیٰ ہی میں کہولت کی عمر سے دو گنا عمر پا لینی تھی۔ بلکہ اس کا مطلب یہ تھا کہ جس شخص کے دَور میں اُن کی دوسری بعثت مقدر ہے وہ مامور ہونے کے وقت کہولت کی عمر کو پہنچا ہوا ہوگا چنانچہ ایسا ہی ہوا۔

يُكَلِّمُ النَّاسَ فِي الْمَهْدِ وَكَهْلًا

کے بارہ میں ہمارے اس استدلال کی کہ اس میں حضرت مسیح کے عہدِ رسالت کے دو دوروں اور اُن کی دو بعثتوں کی طرف اشارہ ہے تائید اس کے ماقبل سے بھی ہوتی ہے۔

حضرت مریم کو جو خوشخبری حضرت مسیح کے بارہ میں دی گئی تھی اس میں يُكَلِّمُ النَّاسَ فِي الْمَهْدِ وَكَهْلًا سے پہلے وَجِيْهًا فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ کے الفاظ بھی ہیں۔ دُنیا کا لفظ اَدْنیٰ کا مؤنث ہے جو "قریب تر" کے معنی میں آتا ہے خواہ یہ قریب تر ہونا بلحاظِ مقام ہو جیسے آیت ۳۰ کے الفاظ فِي أَدْنَى الْأَرْضِ میں یا بلحاظِ وقت ہو جیسے آیت ۷۳/۲۱ کے الفاظ أَدْنَىٰ مِن ثُلُثَيِ اللَّيْلِ میں۔ اسی طرح لفظ "أُخْرَة" کے معنی پیچھے آنے والی چیز یا کسی چیز کے آخری سرے کے ہوتے ہیں خواہ اس کا تعلق وقت سے ہو یا مقام سے۔ چنانچہ اَلسَّاعَةُ الْآخِرَةُ بھی کہتے ہیں اور اَلدَّارُ الْآخِرَةُ بھی۔ یہاں چونکہ اَلدُّنْيَا اور اَلْآخِرَةُ کے الفاظ بالمقابل آئے ہیں اس لئے اگر "اَلدُّنْيَا" سے قریب کا مقام مراد لیں تو "اَلْآخِرَةُ" سے دور کا مقام مراد لینا ہوگا۔ اور اگر "اَلدُّنْيَا" سے قریب کا زمانہ مراد لیں تو "اَلْآخِرَةُ" سے دور کا یا آخری زمانہ مراد ہوگا۔

اب اگر "اَلدُّنْيَا" اور "اَلْآخِرَةُ" سے علی الترتیب قریب کا مقام اور دور کا (یا آخری) مقام مراد ہو تو وَجِيْهًا فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ کے الفاظ میں بتایا یہ گیا تھا کہ حضرت مسیح کو ایک وجاہت قریب کے مقام پر ملے گی اور ایک وجاہت دور کے مقام پر جو اُن کی سیّاحانہ زندگی کی آخری منزل یعنی ذَاتِ قَرَار کا مصداق مقام ہوگا یا بالفاظِ دیگر اِس میں اُن کی ہجرت کی طرف اشارہ تھا۔ اور یہ تورات کے محاورہ کے بھی عین مطابق ہے جس میں بنی اسرائیل

کی ہجرت کی زمین کو "ارضِ آخرہ" کہا گیا ہے) اور اگر "اَلدُّنْیَا" اور "اَلْاٰخِرَۃُ" سے علی الترتیب قریب کا دور اور دُور کا زمانہ یا آخری زمانہ مراد ہو تو اس میں اُن کی دو بعثتوں کی طرف اشارہ کیا گیا تھا۔ ایک قریب کے زمانہ کی بعثت اور ایک آخری زمانہ کی بعثت۔

اُوپر جو کچھ لکھا گیا وہ تو زمانۂ مہد اور کہولت ہر دو کے کلام کو بعد از نبوّت کا کلام قرار دے کر لکھا گیا ہے لیکن اگر اُن میں سے مَہد میں کلام کرنا نبی بننے سے پہلے ہو تو (سورۃ مائدۃ کی آیت ۱۱۱ کے مطابق) اس سے پہلے حضرت مسیح کا رُوح القدس سے مؤیّد ہونا مدِّنظر رکھتے ہوئے ہم کہہ سکتے ہیں کہ سورۃ آلِ عمران کے الفاظ یُکَلِّمُ النَّاسَ فِی الْمَھْدِ وَکَھْلًا میں یہ خبر دی گئی تھی کہ مسیح اپنی سمجھ بُوجھ کی عمر کو پہنچتے ہی (کیونکہ اس سے پہلے انسان مِنَ الصّٰلِحِیْنَ نہیں کہلا سکتا اور نہ رُوح القدس کی تائید کا مستحق ہو سکتا ہے) یعنی آغازِ جوانی ہی میں عام لوگوں سے یا اگر اَلنَّاس سے خاص لوگ مراد ہوں تو علماء سے دینی امور کے بارہ میں گفتگو کیا کریں گے اور کہولت کی عمر میں بھی کیا کریں گے۔ لیکن بعد از کہولت کے کلام کا ذکر نہ کرکے یہ اشارہ بھی کیا گیا تھا کہ اس کے بعد آپ وہ خاص کلام کرنا جو یہاں مراد ہے ترک کر دیں گے۔ اب ظاہر ہے کہ دینی امور اور عقائدِ حقّہ کے بارہ میں گفتگو کرنے سے تو نبی اپنی عمر کے کسی حصہ میں بھی باز نہیں رہ سکتا اس لئے یُکَلِّمُ النَّاسَ فِی الْمَھْدِ وَکَھْلًا میں مسیح کی لوگوں کے ساتھ کسی ایسی ہی گفتگو کا ذکر مراد ہو سکتا ہے جو دینی امور کے بارہ میں ہو اور ایسی ہو کہ کوئی شخص نبی بننے سے پہلے بھی ویسی گفتگو کر سکتا ہو اور بعد میں بھی لیکن جس کا ایک مدّت کے بعد ترک کر دینا خلافِ منصبِ نبوّت بھی نہ ہو۔ سو ظاہر ہے کہ اس سے مناظرانہ گفتگو ہی مُراد ہو سکتی ہے کیونکہ ایک طرف نبیوں کا ایسی گفتگو کرنا قرآن کریم سے ثابت ہے اور دوسری طرف یہ ہے بھی ایسی چیز کہ اس کا صرف ایک مدّت تک جاری رکھنا ہی قرینِ حکمت ہو سکتا ہے ورنہ اس سے طبائع میں ضِد کے پیدا ہو جانے اور حق جوئی کے جذبہ کی بجائے بار جیت کے جذبہ کے دلوں پر غالب آجانے کا ڈر ہوتا ہے۔

اب ہم نے دیکھنا ہے کہ قرآن کریم نے جو یہ بات بیان کی تو اس سے اُس کی کیا غرض تھی؟ سو جاننا چاہیئے کہ قرآنی قصص بطور پیشگوئی بھی ہوتے ہیں اور اس ذکر میں یہ پیشگوئی تھی کہ اُمّتِ محمدیہ میں بھی ایک مسیح آئے گا جو آغازِ جوانی ہی میں لوگوں کے ساتھ دینی اُمور میں مناظرے کرے گا اور کہولت میں بھی کرے گا لیکن پھر یہ طریق تبلیغ ترک کر دے گا چنانچہ حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ علیہ السلام کی ذات میں یہ پیشگوئی بتمام وکمال پوری ہو چکی ہے۔

ہاں ایک سوال اس موقع پر ہو سکتا ہے اور وہ یہ کہ اگر کلام سے حضرت مسیح کا دینی اُمور میں لوگوں کیساتھ مناظرانہ گفتگو کرنا مراد تھا تو زمانۂ مہد کے کلام اور زمانۂ کہولت کے کلام کو الگ الگ کیوں کیا گیا؟ اس کا جواب یہ ہے کہ ایسا اس لئے کیا گیا کہ اپنے زمانۂ مہد اور کہولت ہونے کے درمیان میں انہوں نے منصبِ نبوّت پر فائز ہو جانا تھا اور اس کے بعد کی حیثیت اور لوگوں سے گفتگو کا رنگ اس سے پہلے کی حیثیت اور گفتگو کے رنگ سے بالکل نرالا اور نئی شان کا ہو جانا تھا۔

ایک اعتراض اور اس کا جواب

(محترم جناب چوہدری شبیر احمد صاحب بی۔ اے)

سیدنا حضرت المصلح الموعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پُر معارف کلام میں ایک نعتیہ شعر درج ہے ؎

محمدؐ پر ہماری جاں فدا ہے
کہ وہ کوئے صنم کا رہنما ہے

کچھ عرصہ ہؤا اس پر ایک خود ساختہ رُوحانی ادیب نے اعتراض کیا تھا کہ "کوئے صنم" کی بندش ادبی لحاظ سے غیر رُوحانی بندش ہے۔ اس کے جواب میں سب سے پہلے معترض کے رُوحانی پہلو کو نظر انداز کرتے ہوئے ان کی ادبی معلومات کا پول کھولنا ضروری ہے اِس غرض کے لئے فرہنگ آصفیہ جلد سوم (مطبوعہ اسلامی پریس لاہور) کے صفحہ ۲۲۷ پر بیان کردہ تشریح زیر لفظ "صنم" ملاحظہ فرمائی جائے:۔

"صنم۔ اسم مذکر۔ چونکہ بُت ہر طرح سے سڈول اور تناسب اعضاء میں نہایت خوش وضع ہوتا ہے۔ اِس وجہ سے اہلِ فارس اور اُردو والے مجازاً معشوق کے معنی میں استعمال کرنے لگے۔ بعض موقع پر شعراء نے مُرشد، پیر یا خدا تعالیٰ سے بھی مراد لی ہے۔"

اِس تشریح سے صاف ظاہر ہے کہ خدا تعالیٰ کی طرف معشوق اور صنم کے استعارے منسوب کرنا اُردو ادب کے عین مطابق ہیں۔ فرہنگ آصفیہ کی اِس تشریح کے مطابق مذکورہ بالا شعر کا مطلب یوں بنے گا

"ہماری جان حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم پر قربان ہے کیونکہ وہ ہمیں خدا تعالیٰ کے کوچہ تک پہنچانے کے لئے رہنما ہیں۔"

اِس سیدھی سادی اور حقیقی تشریح کی رُوشنی میں شعر زیر بحث کا کہنے والا۔ اللہ تعالیٰ کو معشوق حقیقی تسلیم کرنے والا اور اس کے حضور میں تو بع کو پہنچانے کا واحد ذریعہ سرور کائنات حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کی ذات بابرکات کو ماننے والا اور آنحضور صلے اللہ علیہ وسلم کی اس بے مثل خوبی کے باعث آپ پر جان فدا کرنے والا ثابت ہوتا ہے۔ اگر خود ساختہ رُوحانی ادیب اِس طرزِ فکر کو غیر رُوحانی تصور فرمائیں تو اس کے سوا اور کیا کہا جا سکتا ہے کہ ؎

"شاید تمہاری فہم کا ہی کچھ قصور ہو
شاید وہ آزمائش ربِّ غفور ہو"

ایک مختصر خاکہ

مسلمان فرقوں کا تعارف

اکیسویں سالانہ تربیتی کلاس مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ کے موقع پر خدام سے خطاب

(محترم مولانا دوست محمد صاحب شاہد)

مسلمانانِ عالم عموماً تین مشہور اور بڑے فرقوں میں منقسم ہیں :-

(۱) اہلسنّت والجماعت

(۲) اہلحدیث

(۳) شیعہ

اہلسنّت والجماعت خلفاء اربعہ (حضرت ابوبکر صدیقؓ۔ حضرت عمر فاروقؓ۔ حضرت عثمان غنیؓ اور حضرت علیؓ) پر ایمان لاتے اور ائمہ فقہ کی تقلید واجب قرار دیتے ہیں۔ اس فرقہ کی چار اہم شاخیں ہیں [۱] حنفی ۔ [۲] مالکی ۔ [۳] شافعی ۔ [۴] حنبلی۔

حنفی :- حضرت امام اعظم ابو حنیفہؒ نعمان بن ثابت (ولادت بمقام کوفہ ۸۰ھ / ۶۹۹ء ۔ وفات ۱۵۰ھ / ۷۶۷ء) کے پیروکار جو دوسرے تمام فرقوں سے زیادہ ہیں اور برصغیر پاک و ہند، افغانستان، ترکی، مصر، شام، لبنان اور البانیہ وغیرہ ممالک میں بکثرت پھیلے ہوئے ہیں۔ حنفیوں کے دو مشہور مکاتیب فکر ہیں۔ [۱] بریلوی، [۲] دیوبندی۔

بریلوی :- اس مسلک کے بانی جناب مولوی احمد رضا خان صاحب تھے جو قصبہ بانس بریلی میں ۱۴ر جون ۱۸۵۶ء کو پیدا ہوئے اور ۲۸ر اکتوبر ۱۹۲۱ء کو انتقال کیا۔ مولوی بدرالدین احمد رضوی قادری گورکھپوری نے "سوانح اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی" کے نام سے ان کی مفصل سوانح لکھی ہے۔ آپ کے مرید آپ کو "حضور پُرنور"، "عظیم البرکت"، "امام اہلسنّت" "قامع بدعت"، "مجدد مأۃ حاضرۃ" وغیرہ القاب سے یاد کرتے ہیں۔

آپ نے مختلف نزاعی اور علمی مباحث پر نہایت کثرت سے کتابیں لکھیں اور شائع کیں اور فاتحہ خوانی، چہلم، گیارھویں شریف، عرس، تصوّرِ شیخ، سجدہ تعظیمی، قیام میلاد النبی، یا شیخ عبد القادر جیلانی شیئاً للہ اور گیارھویں کی نذر و نیاز کو زور شور سے رواج دیا۔

مخصوص عقائد :- ہمارے یہاں اکثر گدی نشین اور سجادہ نشین آپ ہی کے مسلک پر گامزن ہیں۔ بریلوی فرقہ کے ممتاز و مخصوص مسائل یہ ہیں :-

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم، نور، حاضر ناظر اور
زندہ ہیں اور ہر قسم کا علم غیب رکھتے ہیں۔ حضور کا
سایہ نہیں تھا۔ یہ لوگ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی
محافلِ میلاد خاص اہتمام اور نہایت تزک و احتشام
سے منعقد کرتے ہیں۔ حضور کا نام مبارک آنے پر تعظیماً
اپنے انگوٹھے چومتے اور آنکھوں پر رکھتے ہیں۔ اذان
کے بعد الصّلوٰۃ والسلام علیک یارسول اللہ
کا وِرد بآوازِ بلند دُہراتے ہیں۔ امام کے پیچھے سورہ فاتحہ
پڑھنا گناہ سمجھتے اور آمین بالجہر کو ناجائز قرار دیتے ہیں
اور نماز تراویح بیس رکعات ادا کرتے ہیں۔

بریلوی تنظیمیں:۔ "جمعیت العلماء پاکستان"
"انجمن حزب الاحناف" "جمعیت المشائخ"

بریلوی رسائل و اخبارات:۔ سوادِ اعظم
(لاہور)۔ رضائے مصطفٰے (گوجرانوالہ)۔ رضوان (لاہور)
عرفات (لاہور)۔ محدث (لاہور)۔ انوار الصوفیہ
(علی پور سیداں ضلع سیالکوٹ)۔ نور الاسلام (شرقپور)
الفاروق (سرگودہا)۔ ماہِ طیبہ (کوٹلی لوہاراں ضلع
سیالکوٹ)۔ ترجمان اہلسنّت (کراچی)۔ ضیائے حرم
(بھیرہ)۔

بریلوی درسگاہیں:۔ جامعہ نعیمیہ (لاہور)
دار العلوم حزب الاحناف (لاہور)۔ جامعہ اشرفیہ
رضویہ (ساہیوال)۔ دار العلوم امجدیہ (کراچی)۔
جامعہ غوثیہ گولڑہ۔ دار العلوم نقشبندیہ
جماعتیہ (علی پور سیداں)۔ دار المبلغین جناب میاں
صاحب (شرقپور)۔ مدرسہ انوار العلوم (ملتان)
جامعہ حنفیہ دار العلوم اشرف المدارس (اوکاڑہ)۔
جامعہ رضویہ مظہر الاسلام (لائلپور)۔ جامعہ نظامیہ
غوثیہ (وزیر آباد)۔

دیوبندی:۔ حنفیوں کا یہ دوسرا گروہ
دار العلوم دیوبند کی طرف منسوب ہوتا ہے۔ اس
عظیم الشان درسگاہ کی ابتداء ۱۵ محرم ۱۲۸۳ھ (مئی
۱۸۶۶ء) کو ہوئی۔ پہلے استاد جناب ملّا محمود صاحب
اور پہلے شاگرد مولوی محمود الحسن صاحب تھے (فتاویٰ
دار العلوم دیوبند ص۱) مدرسہ کے بانی حضرت مولانا
محمد قاسم صاحبؒ نانوتوی جیسے عالمِ ربّانی تھے جو ۱۲۴۸ھ/۱۸۳۲ء
میں پیدا ہوئے اور ۱۲۹۷ھ (۱۵ اپریل ۱۸۸۰ء)
میں یعنی جماعتِ احمدیہ کی بنیاد سے قریباً نو برس پیشتر
واصلِ بحق ہو گئے۔ آپ کی تصانیف میں سے "تحذیر الناس"
کو شہرتِ دوام حاصل ہے اور جماعتِ احمدیہ کے مسلک
کی تائید کرتی ہے۔ آپ کی وفات کے بعد جناب مولوی
رشید احمد صاحب گنگوہی مدرسہ کے سرپرست اور مفتی
قرار پائے جن سے دیوبندی مکتبہ فکر کی مستقل داغ بیل
پڑی۔ آپ کے فتوے "فتاویٰ رشیدیہ" کے نام سے
شائع شدہ ہیں جن میں سے بطور نمونہ دو دلچسپ فتاویٰ
ملاحظہ ہوں۔ لکھتے ہیں:۔

(۱) "احیائے حق کے واسطے کذب
درست ہے مگر تا امکان تعریض
سے کام لیوے۔ اگر ناچار ہو تو

کذب صریح بولے ورنہ احتراز
کرے۔"

(فتاوی رشیدیہ کامل ص۲۶۴)

(۲) (جماعتِ احمدیہ کی نسبت) "انکی
واہیات مت سنو۔ اگر ہو سکے
اپنی جماعت سے خارج کر دو۔
بحث کر کے ساکت کرنا اگر ہو سکے
ضرور ہے ورنہ ہاتھ سے ان کو
جواب دو۔"

(تذکرۃ الرشید حصہ اول ص۱۴۰)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے آپ کو دعوتِ مباہلہ دی تھی مگر آپ کو میدان میں آنے کی جرأت نہ ہو سکی۔ آپ کی بینائی آخر عمر میں جاتی رہی تھی۔ ۱۱ اگست ۱۹۰۵ء کو سانپ کے ڈسنے سے رحلت کر گئے۔ آپ کی وفات پر شیخ مولوی محمود الحسن صاحب نے ایک طویل مرثیہ کہا جس کے تین شعر یہ تھے:۔

زبان پر اہلِ اہوا کی ہے کیوں اُعْلُ ہبل شاید
اٹھا عالم سے کوئی بانیٔ اسلام کا ثانی
پھریں تھے کعبہ میں بھی پوچھتے گنگوہ کا رستہ
جو رکھتے اپنے سینوں میں تھے ذوق و شوق عرفانی

مسیحائے زماں پہنچا فلک پر چھوڑ کر سب کچھ
چھپایا ہے لحد میں وائے قسمت ماہِ کنعانی

آپ کے بعد "حکیم الامت" مولوی اشرف علی صاحب تھانوی (متوفی ۱۹۴۳ء) "شیخ الہند" اسیر مالٹا مولوی محمود الحسن صاحب (متوفی ۱۹۲۰ء) جناب مولوی شبیر احمد صاحب عثمانی "شیخ الاسلام" (متوفی ۱۹۴۹ء) مفتی کفایت اللہ صاحب صدر جمعیتہ العلماء ہند (متوفی ۱۹۵۲ء) مولوی سید حسین احمد صاحب مدنی (متوفی ۱۹۵۷ء) اور مولوی احمد علی صاحب امیر انجمن خدام الدین لاہور وغیرہ جید علماء نے دیوبندی مسلک کی بہت خدمت کی اور خوب نام پیدا کیا۔ سید عطاء اللہ شاہ صاحب بخاری دیوبندی مسلک ہی کے قائل تھے چنانچہ آپ کی نسبت لکھا ہے کہ:۔

"ان کا تعلق دیوبند کے اس مدرسہ فکر سے ہے جس نے انگریزی پڑھنا پڑھانا حرام قرار دیا تھا۔"

(عطاء اللہ شاہ بخاری ص۲۲
مولفہ آغا عبدالکریم شورش کاشمیری
طبع اول)

دیوبندی اصحاب فقہ حنفی کی تقلید میں بریلویوں کے ہم نوا ہیں۔ البتہ فاتحہ خلف الامام کو صرف واجب نہیں مانتے بعض جائز سمجھتے ہیں۔ یہی حال آمین بالجہر اور رفع یدین کا ہے۔ جہاں تک ردِّ رسوم و بدعات کا تعلق ہے اُن کا مسلک اہلحدیث سے زیادہ قریب

ہے۔ اہلِ دیوبند کے تین موضوع خاص بھی ہیں:۔

اوّل :۔ امکان کذبِ باری تعالیٰ

دوم :۔ کوّا حلال ہے بلکہ جہاں یہ حرام قرار دیا جاتا ہے وہاں اس کا کھانا ثواب ہے۔ (فتاویٰ رشیدیہ کامل صـ ۵۹۳)

سوم :۔ مسئلہ امکانِ نظیر یعنی آنحضرت کا نظیر ممکن ہے۔

پچھلے چند سالوں سے دیوبندی علماء کے درمیان مسئلہ "حیات النبیؐ" بھی محلِ نزاع بنا ہوا ہے۔

تنظیمیں :۔ پاکستان میں "نظام العلماء" اور "جمعیتہ علماء اسلام" (ہزاروی و مفتی محمود گروپ) دیوبندی علماء کی تنظیمیں ہیں۔

دیوبندی درسگاہیں :۔ جامعہ اشرفیہ (لاہور)۔ جامعہ عربیہ سراج العلوم (سرگودھا)۔ دار العلوم الاسلامیہ (ٹنڈو الہ یار ضلع حیدرآباد سندھ)؛ مدرسہ قاسم العلوم (شیرانوالہ گیٹ لاہور) مدرسہ انوار العلوم (گوجرانوالہ)۔ مدرسہ عربیہ اشاعت العلوم (لائلپور)۔ مدرسہ خیر المدارس، مدرسہ قاسم العلوم (ملتان) جامعہ رشیدیہ (ساہیوال)۔ دار العلوم تعلیم القرآن (راولپنڈی) دار العلوم (کراچی)۔ مدرسہ عربیہ اسلامیہ (کراچی) دار العلوم حقانیہ (اکوڑہ خٹک)۔

دیوبندی ترجمان :۔ ترجمانِ اسلام (لاہور) پیامِ اسلام (لاہور) خدام الدین (لاہور) دعوت (لاہور) تعلیم القرآن (راولپنڈی) لولاک (لائلپور) الحق (اکوڑہ خٹک سرحد)۔

مالکی :۔ فرقہ اہلسنّت کی دوسری شاخ ہے اور حضرت امام مالکؒ بن انس (ولادت بمقام مدینہ ۹۵ھ / ۷۱۳-۱۴ء وفات ۱۹۹ھ / ۸۱۴-۱۵ء) کی مقلد ہے۔ اس فرقہ کے لوگ زیادہ تر شمالی افریقہ میں پائے جاتے ہیں۔

شافعی :۔ یعنی حضرت امام محمد بن ادریسؒ شافعی (ولادت بمقام غزہ فلسطین رجب ۱۵۰ھ / ۷۶۷ء وفات رجب ۲۰۴ھ / جنوری ۸۲۰ء) کے ماننے والے۔ حنفیوں کے بعد سب سے زیادہ تعداد اسی فرقہ کی ہے۔ مصر، فلسطین، اُردن، سوریا، لبنان اور انڈونیشیا میں یہ لوگ پائے جاتے ہیں۔

حنبلی :۔ یعنی حضرت امام ابو عبداللہ احمد بن حنبلؒ (ولادت بمقام بغداد ربیع الاوّل ۱۶۴ھ / ۷۸۰ء وفات ربیع الاوّل ۲۴۱ھ / ۸۵۵ء) کی فقہ پر عامل۔ اس مسلک کا آغاز بغداد میں ہوا۔ بعد ازاں اس کے اثرات عراق اور مصر تک پہنچے۔ اب یہ سعودی عرب کا سرکاری مذہب ہے۔

اہلحدیث

اہلحدیث اگرچہ خلفائے اربعہ کو تسلیم کرتے اور ائمہ کا احترام بھی کرتے ہیں اور اس نقطہ نگاہ سے وہ یقیناً اہلسنت والجماعت ہی کا حصہ ہیں مگر ائمہ کی تقلید ذاتی و شخصی کے قائل نہ ہونے کے باعث غیر مقلد کہلاتے ہیں۔

اہلحدیث نے رسوم و بدعات دور کرنے میں اچھا کام کیا ہے۔ آمین بالجہر، رفع یدین، آٹھ رکعت تراویح، خطبۂ جمعہ کے دوران اردو میں وعظ اور قراءت خلف الامام

ان کے مخصوص فقہی مسائل ہیں۔ برّصغیر پاک و ہند میں
یہ فرقہ اپنی موجودہ صورت میں حضرت سیّد احمد بریلویؒ
اور حضرت شاہ اسمٰعیل شہیدؒ کی بالا کوٹ میں شہادت
(۶ مئی ۱۸۳۱ء) کے کچھ عرصہ بعد قائم ہوا۔ نواب
امیر الملک سیّد صدیق حسن خاں قنوجی اور شیخ الکل
الحاج مولوی سید نذیر حسین صاحب "محدّث" دہلوی اس
فرقہ کے صفِ اول کے مشہور و مستند علماء میں سے
تھے جنہیں بعض لوگ مجدّد بھی قرار دیتے ہیں اور جو
بالترتیب جنوری ۱۸۹۰ء اور ۱۳ اکتوبر ۱۹۰۲ء
کو فوت ہوئے۔ "شیخ الکل" سیّد نذیر حسین صاحب
دہلوی کی زندگی کے مفصّل حالات "الحیاۃ بعد المماۃ"
کے نام سے شائع شدہ ہیں۔ اس کتاب میں یہ بھی لکھا
ہے کہ آپ نے بہادر شاہ ظفر کے دربار میں ایک بار کوّا
کی حلّت پر مناظرہ فرمایا اور ۲۸ کتابوں کی سند لی
اور کتابوں کو چھکڑے پر لدوا کر دربارِ شاہی میں تشریف
لے گئے (ملخص از ۱۲۰ تا ۱۲۳) آپ کے تلامذہ کا
شمار ۵۰۰ تک پہنچتا ہے جن میں سے مولوی ابو سعید
مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی ایڈووکیٹ اہلحدیث
مولوی ابو الوفاء ثناء اللہ صاحب امرتسری مدیر اہلحدیث
مولوی محمد ابراہیم صاحب میر سیالکوٹی خاص طور پر
قابل ذکر ہیں۔ اہلحدیث کو محض چڑانے کے لئے نجد
کے مشہور متبحّر عالم ربانی و مجدّد حضرت محمد بن عبد الوہابؒ
(ولادت ۱۱۱۵ھ وفات ۱۲۰۶ھ) کی طرف نسبت
کرکے وہابی بھی کہا جاتا ہے مگر مولوی محمد حسین صاحب
بٹالوی کی کوشش سے انگریزی حکومت نے ۱۹ جنوری
۱۸۸۷ء کو ایک خاص سرکلر کے ذریعہ سے سرکاری
دفتروں میں اس نام کی ممانعت کر دی (رسالہ اشاعۃ
السنّۃ جلد ۹ نمبر ۷ صفحہ ۱۹۶) مولوی صاحب نے انگریزوں
کے خلاف جہاد حرام ثابت کرنے کے لئے ۱۸۷۶ء میں
رسالہ "الاقتصاد فی مسائل الجہاد" لکھا اور
اسے پنجاب کے گورنر سر چارلس ایچیسن صاحب بہادر
کے سی ایس آئی کے نام معنون (DEDICATE)
کیا۔ بعد ازاں انہوں نے بانیٔ سلسلۂ احمدیہ حضرت
مسیح موعود علیہ السلام کے خلاف ہندوستان بھر
کے ممتاز علماء کے فتاویٰ کفر شائع کئے جس پر انگریزی
حکومت نے ان کی خدمات کے اعتراف میں بطور انعام
چار مربع جاگیر بھی عطا کی (رسالہ اشاعۃ السنّۃ جلد ۱۹
نمبر ۱ صفحہ ۵) ۲۹ جنوری ۱۹۲۰ء کو آپ کی وفات
ہوئی (مزید حالات کے لئے ملاحظہ ہو "بٹالوی کا انجام"
مؤلفہ حضرت میر قاسم علی صاحبؓ) شیخ الکل کے دوسرے
مشہور شاگرد جناب مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری
نے اپنے مُنہ مانگے نشان کے مطابق لمبی عمر پائی اور
عروجِ احمدیت کے کئی دَور دیکھنے کے بعد ۱۵ مارچ
۱۹۴۸ء کو سرگودھا میں انتقال کیا (سیرتِ ثنائی صفحہ ۲۹۰
مؤلفہ مولوی عبد المجید صاحب خادم سوہدروی)۔
شیخ الکل کے تیسرے ممتاز شاگرد مولوی محمد ابراہیم
صاحب میر سیالکوٹی مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری
کی وفات کے بعد بھی کئی سال تک زندہ رہے اور
"تاریخ اہلحدیث" شائع کی۔ آپ نے تحریک پاکستان
میں بہت نمایاں حصّہ لیا۔ اور اپنی کتاب "پیغامِ ہدایت"

صفحہ ۱۱۲، ۱۱۳ مطبوعہ ۱۹۴۶ء میں لکھا:-

"احمدیوں کا اس اسلامی
جھنڈے کے نیچے آجانا اس
بات کی دلیل ہے کہ واقعی مسلم لیگ
ہی مسلمانوں کی واحد نمائندہ
جماعت ہے"

اہلحدیث تنظیمیں:- (۱) مرکزی جمعیت اہلحدیث (امیر سید بدیع الدین شاہ صاحب پیر جھنڈا شریف سندھ) (۲) جماعت غرباء اہلحدیث (بانی مولوی عبدالوہاب صاحب موجودہ امام قاری عبدالغفار صاحب سلفی ابن مولوی عبدالستار صاحب) (۳) جماعت اہلحدیث (غیر لوپری روپڑی اور لکھوی خاندان کی جمعیت) جس کے امیر سید محمد شریف صاحب گھڑیالوی ہوا کرتے تھے (روپڑی اور ثنائی اختلاف کے لئے ملاحظہ ہو اہلحدیث ۱۴ جنوری ۱۹۴۴ء اور ۲۱ دسمبر ۱۹۴۵ء و ۱۱ اکتوبر ۱۹۴۶ء) (۴) مولوی محمد حسین صاحب شیخوپوری کے رفقاء کی شاخ جو انکو امیر سمجھتی ہے۔

اہلحدیث درسگاہیں:- جامعہ سلفیہ (لاہور، لائلپور) جامعہ اہلحدیث (چوک دالگراں لاہور) تقویۃ الاسلام (شیش محل روڈ لاہور) جامعہ تدریس القرآن والحدیث (راولپنڈی) تعلیم الاسلام (اوڈاں والا ضلع لائلپور) مدرسہ دارالسلام (کراچی) مدرسہ محمدیہ (گوجرانوالہ) جامعہ محمدیہ (اوکاڑہ)۔

اہلحدیث اخبارات و رسائل:- الاعتصام (لاہور) صحیفہ اہلحدیث (کراچی) تنظیم اہلحدیث (لاہور) ترجمان اہلحدیث (لاہور) اہلحدیث (لاہور)

شیعہ

شیعہ دوستوں کا بنیادی عقیدہ یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد سیدنا حضرت علی کرم اللہ وجہہ خلیفہ بلافصل تھے۔ شیعوں کے متعدد فرقے ہیں مثلاً غلاۃ، مفوضہ، کیسانیہ، زیدیہ، اسماعیلیہ وغیرہ مگر سب سے مشہور فرقہ اثنا عشریہ ہے جو ایران، عراق، پاکستان اور بھارت میں بکثرت پایا جاتا ہے اور امامیہ بھی کہلاتا ہے۔

اس فرقہ کے اصول دین یہ ہیں: توحید[1]، عدل[2]، نبوت[3]، امامت[4]، قیامت[5]۔
فروغ دین: نماز[1]، روزہ[2]، زکوٰۃ[3]، خمس[4]، حج[5]، جہاد[6]، امر بالمعروف[7]، نہی عن المنکر[8]، تولّی[9]، تبرّا[10]۔
(جدید تحفۃ العوام مصدقہ صفحہ ۱۹، ۱۸ ناشر کتب خانہ حسینیہ لاہور)۔

بارہ امام:- (۱) حضرت امام علیؓ (۲) حضرت امام حسنؓ (۳) حضرت امام حسینؓ (۴) حضرت امام زین العابدینؒ (۵) حضرت امام باقرؒ (۶) حضرت امام جعفر صادقؒ (۷) حضرت امام موسیٰ کاظم (۸) حضرت امام رضا (۹) حضرت امام تقی (۱۰) حضرت امام نقی (۱۱) حضرت امام محمد بن حسن عسکری (۱۲) حضرت

امام محمد مہدی (یعنی حضرت امام غائب جن کا اسم گرامی شیعہ بزرگوں نے "غلام" "احمد" "محمود" "عیسیٰ مسیح" اور "ناصر دین" بھی بتایا ہے۔ ملاحظہ ہو کتاب بحار الانوار جلد ۱۳ صفحہ ۹۷، الصراط السوی حصہ اول صفحہ ۳۹۵)

مخصوص نظریات :۔ (۱) مسئلہ رجعت (حق الیقین در باب رجعت) (۲) تقیہ (اصول الکافی باب تقیہ) (۳) مقام امامت نبوت سے افضل ہے۔ (۴) آئمہ اہلبیت ہی اصلی قرآن کے جامع ہیں۔ (اصول الکافی صفحہ ۱۸) (۵) حدیث قرطاس (۶) وراثت باغ فدک (۷) متعہ (منہاج الصادقین پارہ ۵ رکوع ایک)۔

مخصوص طریق عمل :۔ سید الشہداء حضرت امام حسین علیہ السلام کے واقعات شہادت پر گریہ و ماتم، علم، تعزیہ، تابوت اور دلدل نکالنا اور دردناک اور رقت انگیز مرثیے پڑھنا (۲) وضو کرتے ہوئے پاؤں پر مسح کرنا (۳) شیعہ اذان کے مخصوص الفاظ: اشھد ان امیر المومنین امام المتقین علیا ولی اللہ وصی رسول اللہ وخلیفتہ بلا فصل حی علی خیر العمل (دوبار) (جدید تحفۃ العوام صفحہ ۹۱ ناشر کتب خانہ حسینیہ لاہور)

تفاسیر :۔ تفسیر امام حسن عسکری، تفسیر علی ابن ابراہیم، قمی استاذ کلینی، تفسیر مجمع البیان، تفسیر صافی۔

احادیث :۔ اصول کافی و فروع کافی (از شیخ محمد یعقوب کلینی رازی متوفی ۳۲۹ھ) من لا یحضرہ الفقیہ (از شیخ ابوجعفر محمد بن علی ابن بابویہ قمی متوفی ۳۸۱ھ) تہذیب الاحکام والاستبصار (تالیفات شیخ محقق ابوجعفر طوسی متوفی ۴۶۰ھ)

نہج البلاغہ :۔ حضرت علیؓ کے مکتوبات و ملفوظات کا مجموعہ۔ یہ کتاب نہایت مستند سمجھی جاتی ہے اور فصاحت و بلاغت کا مرقع ہے۔

مجتہد :۔ اثنا عشریوں پر اپنے علاقہ کے مجتہد کی تقلید لازم ہوتی ہے۔ سب مجتہد حضرت امام غائب امام مہدی کے نائب اور باضابطہ قائم مقام سمجھے جاتے ہیں۔ سب سے بڑے مجتہد نجف اشرف کے تسلیم کئے جاتے ہیں موجودہ مجتہد اعظم آیۃ اللہ محمد کاظم شریعت مدار ہیں۔

شیعہ تنظیمیں :۔ "ادارہ تحفظ حقوق شیعہ پاکستان" "مجلس نظارت شیعہ مدارس عربیہ" "امامیہ مشن پاکستان"۔

شیعہ درسگاہیں :۔ دار العلوم محمدیہ (بلاک نمبر ۱۹ سرگودہا) جامعہ امامیہ (کربلا گامے شاہ لاہور) مدرسہ باب العلوم (ملتان) مدرسہ مخزن العلوم شیعہ (میانی ملتان)۔ جامعہ منتظر محلہ شیعہ لاہور، درس آل محمد (سرگودہا روڈ لائلپور) مدرسۃ الواعظین جامعہ امامیہ (کراچی)

شیعہ رسائل و جرائد :۔ المبلغ (سرگودہا) المنتظر (لاہور) معارف اسلام (لاہور) شیعہ (لاہور) درِ نجف (سیالکوٹ) شہاب ثاقب (پشاور) صداقت (گوجرہ) رہنما کار (لاہور) پیام عمل (لاہور)۔

کمالِ محمد صلے اللہ علیہ وآلہٖ

(محترم ڈاکٹر راجہ نذیر احمد صاحب ظفرؔ ۔ ربوہ)

جو شمس الضحٰی ہے جلالِ محمدؐ — تو بدر الدجیٰ ہے جمالِ محمدؐ

نہ موسیٰؑ کی سختی نہ عیسیٰؑ کی نرمی — ہوا دلنشیں اعتدالِ محمدؐ

مثالی ہے کردار و اسوہ نبیؐ کا — جہاں میں نہیں ہے مثالِ محمدؐ

ازل سے ابد تک ہے نورِ محمدؐ — گنے کوئی کیا ماہ و سالِ محمدؐ

مرا ذرہ ذرہ ہے قربانِ احمدؐ — مری جان و دل سب ہے مالِ محمدؐ

عزیزوں کی مرگِ شہادت پہ بھی یاں ہم[1] — اگر پوچھتے ہیں تو حالِ محمدؐ

محمدؐ کا فیضان جاری ہے اس سے — بیاں کیسے ہو شانِ آلِ محمدؐ

ہیں میرزاؑ شد مسیحائے دوراں — جو نوشید آبِ زلالِ محمدؐ

محمدؐ نہ ہوتے تو کیا تھی یہ دنیا — کمالِ خدا ہے کمالِ محمدؐ

وہی نقشِ پا اہلِ حق ڈھونڈتے ہیں — سر آنکھوں پہ رکھ کر نعالِ محمدؐ

میں پھرتا تھا روضے کی جالی کے آگے — کہ تھا خواب میں بھی خیالِ محمدؐ

محمدؐ کا کوثر ہمیں ہیں جہاں میں
ظفرؔ ہم ہیں اہل و عیالِ محمدؐ

---

[1] جنگِ احد کے موقع پر ایک صحابیہ کو بتایا گیا کہ اس کا باپ، بھائی اور خاوند سب شہید ہو گئے ہیں۔ لیکن اس نے کہا کہ مجھے حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا حال بتاؤ۔ حضورؐ کی خیریت معلوم ہونے پر کہنے لگی کہ آپ خیریت سے ہیں تو مجھے کوئی پرواہ نہیں۔

سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے یکم نومبر ۷۴ء کو خطبہ جمعہ میں تحریک جدید کے نئے سال کا اعلان کرتے ہوئے فرمایا کہ:-

"بیرونی دنیا میں تبلیغِ اسلام کی جو زبردست مہم جاری ہے اس میں زیادہ حصہ تحریکِ جدید ہی کا ہے۔ بیرونی دنیا میں اسلام کو غالب کرنے کے لئے جو تبلیغ ہو رہی ہے اس کے لئے اخراجات کا دسواں حصہ یہاں کی جماعتہائے احمدیہ دیتی ہیں باقی نو حصے بیرونی ممالک کی جماعتیں خود پورا کرتی ہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے بیرونی جماعتوں کو بڑی ترقی عطا فرمائی ہے اور وہ بھی بڑھ چڑھ کر قربانیاں کر رہی ہیں۔ یہ تھوڑا سا حصہ ہے جو ہمیں پورے ذوق و شوق کے ساتھ ادا کرنا چاہیئے"۔

حضور نے فرمایا:-

"احبابِ جماعت کے اخلاص کے پیشِ نظر تحریکِ جدید کے چندوں کیلئے گزشتہ سال میں نے جو معیار مقرر کیا تھا غیر معمولی اور نامساعد حالات کے باوجود احباب نے اس سے بڑھ کر وعدے کئے البتہ جماعتوں کو پچھلے دنوں ابتلاء و آزمائش کے جن خطرناک حالات میں سے گزرنا پڑا ہے اور جو جانی و مالی نقصانات اٹھانا پڑے ہیں ان کی وجہ سے وصولی میں ابھی کچھ کمی ہے لیکن اللہ تعالیٰ کے فضلوں اور احباب کے اخلاص کے پیشِ نظر امید ہے کہ گزشتہ سال کے حسابات بند ہونے کی تاریخ سے قبل احباب

جماعت اس کمی کو بھی پورا کر دکھائینگے"

حضور نے فرمایا:۔

"بیرونی ممالک میں اور بالخصوص افریقہ میں جماعت کی تبلیغی مساعی کے نتیجہ میں لاکھوں تثلیث پرست، بُت پرست اور لامذہب مسلمان بنے ہیں۔ ہمیں پیاس ہے اِس بات کی کہ ساری دُنیا محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے جھنڈے تلے آ جمع ہو سو قربانیاں دو اور دعائیں کرو کہ اللہ تعالیٰ آپکی اور میری اِس پیاس کو بُجھانے کے سامان کر دے"

(الفضل ۲۳ اخاء ۱۳۵۳ ہش / ۲۳ اکتوبر ۱۹۷۴ء)

اِس ضمن میں قائدینِ اضلاع و مجالس سے ضروری گزارش یہ ہے کہ از راہِ کرم شعبۂ تحریکِ جدید کے متعلق مجلس خدّام الاحمدیہ کی ذمہ داری کو مدِّنظر رکھتے ہوئے فوری طور پر احبابِ جماعت بالخصوص خدّام سے وعدہ جات کے حصول کی مہم شروع فرمائیں، اور جلد سے جلد ان کی فہرستیں تیار کر کے مرکز میں ارسال کریں۔ قائدینِ مقامی اپنی اپنی مجلس کے وعدہ جات کے حصول کے ذمہ دار ہیں اور قائدینِ اضلاع اپنے ضلع کی مجالس کے کام کی نگرانی کے ذمہ دار ہیں۔ ہر دو قائدین کے باہمی تعاون سے یہ اہم ذمہ داری بفضلہٖ تعالیٰ بخوبی اور جلد از جلد ادا ہو سکتی ہے۔

شعبہ تحریکِ جدید کے متعلق مجالس کے لئے مفصل ہدایات "لائحہ عمل" مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ میں شائع شدہ موجود ہیں۔ قائدینِ کرام دورانِ سال اُن پر انشاء اللہ عمل پیرا ہوں گے مگر فوری طور پر سال کے آغاز میں تمام برسرِ روزگار احباب انصار و خدام سے وعدہ جات کا حصول قائدین کی فوری توجہ کا طالب ہے۔ پس جو احباب پہلے سے اِس مالی جہاد میں شامل ہیں ان سے اضافہ کے ساتھ وعدے لکھوائیں اور جو ابھی تک اِس مبارک تحریک میں شامل نہیں ان سے نئے وعدہ جات حاصل فرمائیں۔

خاکسار
محمد اسلم قریشی
مہتمم تحریکِ جدید مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ

سندِ امتیاز حاصل کریں

صدرِ محترم کی منظوری سے یہ فیصلہ کیا گیا ہے کہ ۳۰ نومبر ۱۹۷۴ء تک بجٹ ۷۴-۱۹۷۳ء پورا کرنے والی مجالس کو بھی سندِ امتیاز جاری کر دی جائے گی۔ قائدین اس سے فائدہ اُٹھائیں اور یہ امتیاز حاصل کرنے کی کوشش فرماویں۔ اللہ تعالیٰ آپ کی کوششوں میں برکت ڈالے۔

مہتمم مال
مجلس خُدّام الاحمدیہ مرکزیہ

مجلس عاملہ خدام الاحمدیہ مرکزیہ کا مختصر تعارف

(از مکرم مبارک احمد صاحب خالد نائب معتمد مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ)

ذیل میں مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ کے مہتممین کا مختصر سوانحی اور تعارفی خاکہ درج کیا جاتا ہے۔ اس کا مقصد یہ ہے کہ مجالس اور خدام کو مرکزی مہتممین سے ذاتی رابطہ پیدا کرنے اور مجلس کا کام بہتر طریق پر کرنے کے سلسلہ میں مدد مل سکے۔ (ادارہ)

صدر مجلس محترم عطاء المجیب صاحب راشد

آپ محترم مولانا ابو العطاء صاحب فاضل جالندھری کے صاحبزادے ہیں۔ ۲۷ راگست ۱۹۴۴ء کو قادیان میں پیدا ہوئے۔ ہجرت کے بعد ربوہ میں آکر تعلیم شروع کی۔ ۱۹۵۹ء میں میٹرک کا امتحان پاس کیا۔ ۱۹۶۳ء میں بی۔اے کی ڈگری حاصل کی جس میں عربی میں پنجاب یونیورسٹی میں اوّل آنے کا اعزاز حاصل کیا اور اس طرح دو طلائی تمغے حاصل کئے۔ ۱۹۶۵ء میں عربی میں ایم۔اے کا امتحان دیا اور یونیورسٹی میں دوم پوزیشن حاصل کی۔ اور ایک سلور میڈل حاصل کیا۔ اس عرصہ میں آپ کو سالک، منتظم، زعیم، سیکرٹری بزم حسن بیان اور ناظم سکے طور پر مجلہ میں کام کرنے کا تجربہ ہوا۔ علاوہ ازیں آپ کو الفرقان اور تشحیذ الاذہان کے نائب مدیر اور المنار کے مدیر اعلیٰ کی حیثیت سے بھی کام کرنے کا موقع ملا۔

۱۹۶۵ء میں زندگی وقف کر کے جامعہ احمدیہ میں داخل ہوئے۔ اسی دوران ۱۹۶۶ء میں مولوی فاضل کا امتحان دیا اور یونیورسٹی میں اوّل پوزیشن حاصل کی اور ایک طلائی تمغہ حاصل کیا۔ ۱۹۶۹ء میں شاہد کی ڈگری حاصل کی اور جامعہ سے فارغ التحصیل ہوئے۔

۱۹۶۶ء میں پہلی بار مجلس مرکزیہ میں شامل ہوئے اور سب سے پہلے مہتمم مقامی مقرر ہوئے۔ بعد ازاں اسی سال اہتمام تعلیم آپ کے سپرد ہوا۔ ۱۹۶۷ء میں مہتمم اشاعت اور مدیر ماہنامہ خالد مقرر ہوئے اور دسمبر ۱۹۶۷ء تا نومبر ۱۹۶۸ء ایک سال تک خالد کی ادارت فرمائی۔ نومبر ۱۹۶۸ء سے ستمبر ۱۹۷۰ء تک مہتمم اطفال کے طور پر کام کرنے کا موقع ملا۔ دسمبر ۱۹۶۸ء سے ستمبر ۱۹۷۰ء تک ماہنامہ تشحیذ الاذہان کے مدیر کے

طور پر بچوں اور بچیوں کے اس رسالہ کو دلچسپ اور بچوں کے معیار کے مطابق بنانے کی خدمت کی توفیق ملی (آپ کی ادارت کے دوران رسالہ تشحیذ الاذہان کی خریداری سب سے زیادہ رہی)۔

۲ ستمبر ۱۹۷۰ء کو بطور مبلغ اسلام انگلستان کے لئے روانہ ہوئے جہاں خدا تعالیٰ کے فضل سے ستمبر ۱۹۷۳ء تک تین سال نائب امام مسجد لندن کے طور پر تبلیغ اسلام کی خدمت کا موقع ملا۔

اکتوبر ۱۹۷۳ء کے سالانہ اجتماع کے موقع پر سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے نوجوانان احمدیت کی صدارت کی ذمہ داری آپ کے سپرد فرمائی اور اس وقت خدا تعالیٰ کے فضل سے خدام الاحمدیہ کی مجلس آپ کی صدارت میں ترقی کی منازل طے کر رہی ہے۔

نائب صدر مکرم مرزا غلام احمد صاحب

حضرت صاحبزادہ مرزا عزیز احمد صاحبؓ کے فرزند ہیں۔ ابتدائی تعلیم قادیان اور تعلیم الاسلام ہائی سکول چنیوٹ و ربوہ سے حاصل کی تعلیم الاسلام کالج ربوہ سے ۱۹۵۹ء میں بی۔اے کیا۔ ۱۹۶۱ء میں پنجاب یونیورسٹی سے ایم۔اے پولیٹیکل سائنس کی ڈگری حاصل کی۔

مجلس مرکزیہ کا رکن بننے سے پہلے سالانہ اجتماعات کے موقع پر خدمات سرانجام دیتے رہے۔ آپ پہلی بار خدام الاحمدیہ میں ۷۱-۱۹۷۰ء میں مہتمم مجالس بیرون مقرر ہوئے۔ ۷۲-۱۹۷۱ء میں مہتمم خدمت خلق، ۷۳-۱۹۷۲ء میں نائب صدر، ۷۴-۱۹۷۳ء میں نائب صدر اور امسال بھی مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ کی نائب صدارت کی ذمہ داری آپ کے سپرد ہے۔

۱۹۷۳ء میں آپ کو حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے یورپ کے دورہ میں حضور ایدہ اللہ کے ساتھ جانے کا شرف حاصل ہوا۔

مہتمم مکرم الٰہ بخش صاحب شاہد

نومبر ۱۹۳۸ء میں بمقام دھان ضلع سرگودھا پیدا ہوئے۔ آپ محترم چوہدری اللہ دین صاحب کے فرزند ہیں۔ ابتدائی تعلیم ادرحماں میں پائی۔ ۱۹۵۷ء میں ماڈل ہائی سکول ماڈل ٹاؤن لاہور سے میٹرک کے بعد ایس۔وی کی ٹریننگ حاصل کر کے ضلع سرگودھا میں ایک سال تک تدریس کے فرائض انجام دیتے رہے۔

۱۹۶۰ء سے اکتوبر ۱۹۶۱ء تک تعلیم الاسلام ہائی سکول ربوہ میں بطور ٹیچر کام کرتے رہے۔ اس عرصہ میں زندگی وقف کی اور اعلیٰ دینی تعلیم کے حصول کیلئے اکتوبر ۱۹۶۲ء میں جامعہ احمدیہ میں داخل ہو گئے۔ ۱۹۶۹ء میں شاہد کی ڈگری حاصل کی۔

جولائی ۱۹۶۹ء میں پہلی مرتبہ مہتمم تعلیم مقرر ہوئے۔ اس کے بعد ۷۲-۱۹۷۱ء میں مہتمم تربیت، ۷۳-۱۹۷۲ء میں معتمد، ۷۴-۱۹۷۳ء میں معتمد۔ امسال بھی معتمد کی اہم ذمہ داری آپ کے سپرد ہوئی ہے۔ خدا

کے فضل سے آپ مجلس کے کام کو بہت محنت اور عمدہ طریق سے چلانے کی صلاحیت رکھتے ہیں۔

مہتمم خدمتِ خلق مکرم ڈاکٹر لطیف احمد صاحب قریشی

۱۱ ستمبر ۱۹۴۰ء کو اجمیر راجپوتانہ میں محترم منظور احمد صاحب قریشی کے ہاں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم لاہور میں حاصل کی۔ گورنمنٹ کالج لاہور سے ایف۔ ایس سی پاس کر کے کنگ ایڈورڈ میڈیکل کالج لاہور سے ۱۹۶۱ء میں ایم۔ بی بی۔ ایس کی ڈگری حاصل کرنے کے بعد اعلیٰ تعلیم کے لئے انگلستان چلے گئے وہاں سے ۱۹۶۳ء میں بچوں کے امراض کا ڈپلوما لنڈن سے حاصل کیا اور ۱۹۶۸ء میں میڈیسن کی اعلےٰ ڈگری ایم۔ آر۔ سی۔ پی ایڈنبرا (سکاٹ لینڈ) سے پاس کرنے کے بعد فضلِ عمر ہسپتال ربوہ میں خدمتِ خلق کے لئے تشریف لائے جہاں آپ سپیشلسٹ فزیشن ہیں۔

آپ پہلی بار ۷۱-۱۹۷۰ء میں مہتمم خدمتِ خلق مقرر ہوئے۔ اسی دوران دوبارہ ولایت چلے گئے وہاں سے واپسی پر ۷۴-۱۹۷۳ء میں مہتمم صنعت و تجارت اور امسال مہتمم خدمتِ خلق کی ذمہ داری آپ کے سپرد ہوئی ہے۔ آپ اپنے شعبہ کے مطابق خدا کے فضل سے خدمتِ خلق کا اعلیٰ جذبہ رکھتے ہیں۔

مہتمم تعلیم مکرم پروفیسر محمد اسلم صاحب صابر

محترم بشیر احمد صاحب مرحوم کے صاحبزادے ہیں۔ فروری ۱۹۳۷ء میں سیالکوٹ میں پیدا ہوئے ابتدائی تعلیم وہیں حاصل کی۔ بعد ازاں سرگودہا منتقل ہو گئے۔ چار سال تک تعلیم الاسلام کالج ربوہ میں زیرِ تعلیم رہے۔ ۱۹۶۱ء میں عربی میں ایم۔ اے کی ڈگری حاصل کی۔ خدا تعالیٰ کے فضل سے بہت مخلص ہیں۔ حلم اور بُردباری آپ کا خاص وصف ہے۔

آپ ۶۵-۱۹۶۴ء میں مہتمم مجالس بیرون، ۶۶-۱۹۶۵ء میں مہتمم مجالس بیرون، ۶۷-۱۹۶۶ء میں مہتمم وقارِ عمل، ۶۸-۱۹۶۷ء میں مہتمم مجالس بیرون، ۶۹-۱۹۶۸ء میں مہتمم تجنید، ۷۰-۱۹۶۹ء میں مہتمم تربیت، ۷۱-۱۹۷۰ء میں مہتمم اطفال، ۷۲-۱۹۷۱ء میں مہتمم اطفال ۷۳-۱۹۷۲ء میں مہتمم اطفال، ۷۴-۱۹۷۳ء میں مہتمم اطفال امسال مہتمم تعلیم مقرر ہوئے ہیں۔

مہتمم تربیت مکرم سلطان احمد صاحب شاہد

محترم فضل احمد صاحب مرحوم کے صاحبزادے ہیں۔ ۲ فروری ۱۹۴۲ء کو مانگٹ اُونچے ضلع گوجرانوالہ میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم وہاں اور حافظ آباد میں حاصل کی۔ مئی ۱۹۵۹ء میں زندگی وقف کر کے جامعہ احمدیہ میں داخلہ لیا۔ ۱۹۶۶ء میں شاہد کا امتحان پاس کیا۔ مارچ ۱۹۶۹ء میں تبلیغِ اسلام کے لئے نائیجیریا (مغربی افریقہ) تشریف لے گئے اور اکتوبر ۱۹۷۰ء تک وہاں رہے۔ جنوری ۱۹۷۱ء سے جولائی ۱۹۷۲ء تک ضلع شیخوپورہ میں بطور مربّی خدمتِ اسلام کا فریضہ ادا کیا۔ اس کے بعد سے اب تک قرآن پبلیکیشنز ربوہ میں کام کر رہے ہیں۔

ربوہ کے حلقہ جات میں خدام الاحمدیہ کے مختلف شعبہ جات مثلاً منتظم مالی، اصلاح و ارشاد، خدمتِ خلق، اشاعت، تربیت، تعلیم وغیرہ میں کام کرتے رہے۔ پھر نائب زعیم اور کچھ عرصہ بطور زعیم بھی کام کیا اور ایک سال بطور ناظم اصلاح و ارشاد مجلس ربوہ کے طور پر خدمت کی۔

اکتوبر ۱۹۷۲ء میں پہلی بار مہتمم تربیت مقرر ہوئے اور تا حال اسی شعبہ میں کام کر رہے ہیں۔

مہتمم مال مکرم شیخ مبارک احمد صاحب

آپ ۲ نومبر ۱۹۴۷ء کو مغل پورہ لاہور میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والد محترم شیخ نذیر احمد صاحب ہیں۔ ۱۹۶۳ء میں تعلیم الاسلام ہائی سکول سے میٹرک اور پھر جے۔وی کا امتحان پاس کیا اور ۱۹۶۹ء میں پرائیویٹ طور پر بی۔اے کیا۔ ۸ ستمبر ۱۹۶۶ء سے تعلیم الاسلام ہائی سکول میں بطور استاد خدمت کر رہے ہیں۔

۱۹۷۲ء سے قبل آپ کا تعلق بطور سائق اور زعیم حلقہ خدام الاحمدیہ سے تھا۔ ۱۹۷۲ء میں مہتمم صنعت و تجارت اور ۱۹۷۳ء میں محاسب مقرر ہوئے اور امسال خدا کے فضل سے مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ کے بہت ہی اہم شعبہ مال کی ذمہ داری آپ کے سپرد ہوئی ہے آپ مالی امور میں خاص دلچسپی رکھتے ہیں۔

مہتمم عمومی مکرم محمد شفیق صاحب قیصر

آپ محترم منشی محمد صادق صاحب کے فرزند ہیں۔ ۱۲ اکتوبر ۱۹۳۹ء کو محمود آباد سندھ میں پیدا ہوئے پرائمری تک تعلیم قادیان میں حاصل کی تقسیم ملک کے بعد امین آباد ضلع گوجرانوالہ، سلانوالی ضلع سرگودھا اور تعلیم الاسلام ہائی سکول چنیوٹ و ربوہ میں تعلیم حاصل کی۔ ۱۹۵۵ء میں میٹرک کا امتحان پاس کیا میٹرک کے بعد کچھ عرصہ حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب رضی اللہ عنہ کے ساتھ دفتر خدمتِ درویشاں میں بھی کام کرنے کی سعادت میسر آئی۔

۱۹۵۷ء میں جامعہ احمدیہ میں داخلہ لیا اور ۱۹۶۳ء میں شاہد کا امتحان پاس کیا۔ اسی دوران فاضل عربی کا امتحان بھی پاس کیا۔ ۱۹۵۹ء میں مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ میں نائب مہتمم اشاعت اور نائب ایڈیٹر رسالہ خالد کے طور پر کام کرتے رہے۔ اس کے بعد آپ کو نائب مہتمم تعلیم کے طور پر خدمت کرنے کا موقع میسر آیا۔ ۱۹۶۵-۶۶ء میں پہلی مرتبہ مہتمم تحریک جدید مقرر ہوئے۔ اسی سال ماہنامہ خالد کی ادارت کا کام بھی آپ کے سپرد ہوا۔ ۱۹۶۶-۶۷ء میں مہتمم اشاعت کے طور پر خدمت کا موقع ملا۔ ۱۹۶۸ء میں تبلیغ اسلام کی غرض سے یوگنڈا (مشرقی افریقہ) تشریف لے گئے ایک سال بعد وہاں سے واپس آ گئے۔ اور ۱۹۷۰ء میں مہتمم عمومی کے فرائض کے ساتھ ساتھ حضرت المصلح الموعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خطبات خدام الاحمدیہ سے متعلقہ (مشعل راہ) کی تدوین کا کام کرنے کی سعادت میسر آئی۔

۱۹۷۰ء تا ۱۹۷۲ء میں مہتمم تعلیم، ۱۹۷۲ء تا ۱۹۷۴ء میں مہتمم اشاعت مقرر ہوئے اور امسال مہتمم عمومی کی اہم

ذمہ داری آپ کے سپرد ہوئی ہے۔

نومبر ۱۹۶۵ء تا نومبر ۱۹۶۷ء، نومبر ۱۹۷۳ء تا اکتوبر ۱۹۷۴ء ماہنامہ خالد کے ایڈیٹر اور اکتوبر ۱۹۷۰ء تا نومبر ۱۹۷۳ء ماہنامہ تشحیذ کے ایڈیٹر بھی رہے۔

شاہد کا امتحان پاس کرنے کے بعد سے وکالتِ تبشیر تحریکِ جدید کے شعبہ تصنیف میں خدمت کا موقع مِل رہا ہے۔

آپ ماشاء اللہ ایک عمدہ مضمون نگار، شفیق طبع اور محنت سے کام کرنے والے نوجوان ہیں۔

مہتمم صحتِ جسمانی مکرم عبد الرزاق صاحب

آپ ۱۹۳۵ء میں بمقام شیخوپورہ پیدا ہوئے۔ آپ کے والد محترم کا نام ماسٹر اللہ بخش صاحب ہے۔ ابتدائی تعلیم شاہدرہ میں حاصل کی اور ۱۹۵۶ء میں میٹرک کا امتحان پاس کیا۔ آپ نے اپنی زندگی سلسلہ کے لئے وقف کی ہوئی ہے۔ آجکل جامعہ احمدیہ ربوہ میں بطور پی۔ ٹی۔ آئی کام کر رہے ہیں۔ آپ ماشاء اللہ ایک صحتمند نوجوان ہیں مجلس خدام الاحمدیہ کے کاموں سے دلچسپی رکھتے ہیں۔ تقریباً ۶ سال تک مجلس ربوہ میں محلہ دار الصدر غربی کے زعیم رہے۔ اِسی طرح ایک سال ناظم وقارِ عمل بھی رہے مجلس مرکزیہ میں ایک سال نائب مہتمم صحتِ جسمانی اور ۶۶-۱۹۶۵ء تا ۷۰-۱۹۶۹ء چار سال تک مہتمم صحتِ جسمانی اور ۱۹۶۶ء و ۱۹۶۸ء میں مجلس خدام الاحمدیہ کے زیرِ اہتمام ہونے والے تیسرے اور چوتھے آل پاکستان طاہر کبڈی ٹورنامنٹ میں نائب صدر اور ۱۹۶۹ء کے ٹورنامنٹ میں صدر تھے۔ اس کے بعد ہونیوالے ٹورنامنٹوں میں بطور ممبر انتظامیہ کمیٹی خدمت کی۔

۱۹۷۰ء تا ۱۹۷۲ء میں مہتمم صنعت و تجارت ۷۳-۱۹۷۲ء میں مہتمم وقارِ عمل ۷۴-۱۹۷۳ء میں مہتمم تجنید اور امسال پھر صحتِ جسمانی کے شعبہ کی ذمہ داری آپکے سپرد ہوئی ہے۔ خدمتِ دین کا بہت جذبہ رکھتے ہیں۔

مہتمم وقارِ عمل مکرم حمید احمد صاحب خالد ایم۔ اے

آپ محترم محمد عبد اللہ صاحب صحابی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے فرزند ہیں۔ ۱۹۴۰ء میں قادیان میں پیدا ہوئے۔ ۱۹۵۸ء میں تعلیم الاسلام ہائی سکول ربوہ سے میٹرک کا امتحان فرسٹ ڈویژن میں پاس کیا اور اپنی زندگی سلسلہ عالیہ احمدیہ کے لئے وقف کر دی ۱۹۶۴ء میں تعلیم الاسلام کالج ربوہ سے عربی میں ایم۔ اے کرنے کے بعد جامعہ احمدیہ میں لائبریرین کے طور پر کام کر رہے ہیں۔

۷۰-۱۹۶۹ء میں مہتمم خدمتِ خلق، ۷۱-۱۹۷۰ء میں مہتمم تجنید، ۷۲-۱۹۷۱ء میں مہتمم وقارِ عمل، ۷۳-۱۹۷۲ء میں مہتمم خدمتِ خلق، ۷۴-۱۹۷۳ء میں مہتمم وقارِ عمل اور امسال پھر مہتمم وقارِ عمل کی خدمت آپ کے سپرد ہوئی ہے۔ آپ کو اِن شعبہ جات میں نیز آل پاکستان طاہر کبڈی ٹورنامنٹ میں بطور سیکرٹری نمایاں خدمات کا موقع ملا۔ آپ ایک مستعد کارکن ہیں۔

مہتمم صنعت و تجارت مکرم محمد اسلم صاحب شاد منگلا

خوشنویسی

۱۹۴۵ء میں بمقام چک منگلا ضلع سرگودھا آپ کی ولادت ہوئی۔ آپ کے والد محترم کا نام الحاج صالح محمد صاحب منگلا ہے۔ آپ نے ابتدائی تعلیم چک منگلا ہی میں حاصل کی۔ میٹرک کا امتحان تعلیم الاسلام ہائی سکول ربوہ سے پاس کیا۔ ۱۹۶۷ء میں تعلیم الاسلام کالج ربوہ سے ایم۔اے عربی کا امتحان دیا اور کالج میں اوّل پوزیشن حاصل کی۔

آپ اپنے محلہ میں منتظم خدمتِ خلق، منتظم اصلاح وارشاد، منتظم تربیت رہ چکے ہیں اور مرکز میں نائب مہتمم اصلاح وارشاد کے طور پر بھی کام کیا۔ ۱۹۶۸-۶۹ء میں پہلی مرتبہ مہتمم اشاعت اور ماہنامہ خالد کے مدیر مقرر ہوئے ۱۹۶۹-۷۰ء میں مہتمم اشاعت اور مدیر خالد اور امسال مہتمم صنعت وتجارت کے طور پر خدمت کا موقع ملا ہے۔

مہتمم تحریکِ جدید مکرم محمد اسلم صاحب قریشی

آپ محترم قریشی محمد احسن صاحب مرحوم کے فرزند ہیں آپ کی عمر اس وقت ۳۴ سال ہے۔ ۱۹۵۶ء میں میٹرک پاس کرنے کے بعد زندگی وقف کرکے جامعہ احمدیہ میں داخل ہوئے۔ ۱۹۶۳ء میں شاہد کیا۔ اس کے علاوہ آپ نے بی۔اے، فاضل عربی اور فاضل فارسی کے امتحانات بھی پاس کئے۔

مجلس خدام الاحمدیہ محلہ دارالرحمت وسطی ربوہ میں بطور نائب زعیم اور منتظم مال کے طور پر کام کا موقع ملا۔ جون ۱۹۶۴ء تا جون ۱۹۶۸ء چار سال چکوال میں بطور مربی سلسلہ کام کیا۔ جون ۱۹۶۹ء تا مارچ ۱۹۷۳ء ماریشس میں فریضۂ تبلیغ اسلام کی سعادت نصیب ہوئی۔ ان دنوں شعبہ تاریخ احمدیت میں کام کر رہے ہیں۔

۱۹۷۳-۷۴ء میں مہتمم اصلاح وارشاد مقرر ہوئے نیز محنت سے ماہنامہ تشحیذ کی ادارت فرمائی۔ امسال مہتمم تحریکِ جدید کی ذمہ داری آپ کے سپرد ہوئی ہے۔

مہتمم اطفال مکرم لئیق احمد صاحب طاہر

حضرت شیخ فضل احمد صاحب بٹالوی رضی کے ہاں ۷ر اپریل ۱۹۴۲ء کو قادیان میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم تعلیم الاسلام ہائی سکول چنیوٹ و ربوہ سے حاصل کی۔ پرائیویٹ طور پر بی۔اے کیا۔ ۱۹۵۹ء میں زندگی وقف کرکے جامعہ احمدیہ میں داخل ہوئے۔ ۱۹۶۶ء میں شاہد پاس کیا اور اسی سال پنجاب یونیورسٹی کے عربی فاضل کا امتحان دیا اور دوسری پوزیشن حاصل کی۔ اس دوران نائب زعیم خدام الاحمدیہ محلہ دارالرحمت شرقی و سیکرٹری بزمِ حسنِ بیان مجلس ربوہ کی حیثیت میں خدام الاحمدیہ سے منسلک رہے۔ ۱۹۶۶ء میں مہتمم تربیت مقرر ہوئے۔ اسکے بعد ۸ر جولائی ۱۹۶۷ء تا ۱۲ر دسمبر ۱۹۷۰ء ساڑھے تین سال نائب امام مسجد لندن کے طور پر خدمتِ اسلام کی توفیق ملی نیز وہاں اخبار احمدیہ کی تین سال تک کامیاب ادارت فرمائی۔ واپسی سے تاحال جامعہ احمدیہ میں بطور لیکچرار کام کی سعادت نصیب ہے ۱۹۷۱-۷۲ء میں مہتمم اصلاح وارشاد ۱۹۷۲-۷۳ء میں مہتمم تعلیم، ۱۹۷۳-۷۴ء میں مہتمم مقامی اور امسال بطور مہتمم اطفال خدام الاحمدیہ مرکزیہ خدمت بجا لا رہے ہیں۔ نیز امسال رسالہ تشحیذ الاذہان

کی ادارت کا فخر بھی آپ کو حاصل ہے۔ آپ عمدہ مقرر اور مضمون نگار ہیں۔

ناظم مجالس بیرون مکرم سید منصور احمد صاحب بشیر

۹ نومبر ۱۹۳۹ء کو قادیان میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم ٹوبہ ٹیک سنگھ ضلع لائلپور میں حاصل کی۔ میٹرک تعلیم الاسلام ہائی سکول ربوہ سے کرنے کے بعد ۱۹۶۲ء میں تعلیم الاسلام کالج ربوہ سے بی۔ ایس سی کیا۔ مئی ۱۹۶۸ء میں جامعہ احمدیہ سے شاہد کی ڈگری حاصل کی۔ ۱۹۶۳ء تا ۱۹۶۵ء تین سال نائب مہتمم اطفال الاحمدیہ مرکزیہ کے طور پر کام کیا۔ خدا کے فضل سے ۱۹۶۹ء تا ۱۹۷۴ء ساڑھے چار سال سیرالیون (مغربی افریقہ) میں فریضہ تبلیغ اسلام کی توفیق ملی۔ احمدیہ مشن سیرالیون کے اخبار "دی افریقن کریسنٹ" (THE AFRICAN CRESCENT) کی چار سال تک ادارت فرمائی۔ آپ کے مضامین جماعتی اخبارات و رسائل الفضل، خالد، اور تحریک جدید میں شائع ہوتے رہتے ہیں۔

امسال مہتمم مجالس بیرون کے طور پر مجالس بیرون کی راہنمائی کا کام آپ کے سپرد ہوا ہے۔

مہتمم اصلاح و ارشاد مکرم مرزا محمد دین صاحب ناز

آپ محترم مرزا احمد دین صاحب کے فرزند ہیں۔ ۴ اپریل ۱۹۴۴ء کو دھیمن ضلع ساہیوال میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم گورنمنٹ ٹیکنیکل ہائی سکول جوہر آباد سے حاصل کی۔ تعلیم الاسلام کالج ربوہ سے ایف۔ ایس سی کرنے کے بعد پرائیویٹ طور پر بی۔ اے کیا۔ واقف زندگی ہونے کی وجہ سے جامعہ احمدیہ میں تعلیم حاصل کی اور ۱۹۷۰ء میں شاہد کا امتحان پاس کیا نیز مولوی فاضل کا امتحان بھی پاس کیا۔ اس کے بعد آپ جامعہ احمدیہ میں لیکچرار مقرر کئے گئے۔ اس وقت بھی جامعہ احمدیہ میں پڑھا رہے ہیں۔

آپ ۱۹۶۲-۶۳ء میں نگران حلقہ تھل (تحصیل خوشاب) تھے اس سے قبل چک ۸ ٹی ڈی اے کے قائد رہ چکے تھے۔ ۱۹۶۵ء میں نائب مہتمم اطفال اور ۱۹۶۶ء میں نائب مہتمم صحت جسمانی تھے۔ ۱۹۷۱-۷۲ء میں پہلی بار مہتمم امور طلباء ۱۹۷۲-۷۳ء میں مہتمم تجنید، ۱۹۷۳-۷۴ء میں مہتمم صحت جسمانی اور امسال مہتمم اصلاح و ارشاد کی ذمہ داری آپ کے سپرد ہوئی ہے۔

مہتمم تجنید مکرم عبد المجید صاحب

آپ کے والد محترم کا اسم گرامی چوہدری عبد الرؤف ہے۔ ۱۴ فروری ۱۹۳۸ء کو سیالکوٹ شہر میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم سور نگیاں، چونڈہ، شکر گڑھ اور قلعہ صوبا سنگھ ضلع سیالکوٹ کے سکولوں میں حاصل کی۔ مرے کالج سیالکوٹ سے ۱۹۵۸ء میں بی۔ اے پاس کیا اور بی۔ ایڈ کی ٹریننگ سنٹرل ٹریننگ کالج لاہور میں ۱۹۶۰-۶۱ء میں حاصل کی۔

۱۹۵۳ء میں مجلس خدام الاحمدیہ سیالکوٹ شہر میں ناظم تعلیم تھے۔

۱۹۶۱ء تا ۱۹۶۳ء تعلیم الاسلام ہائی سکول

وہائو سیکنڈری سکول گھٹیالیاں میں بطور معلم کام کیا۔ ستمبر ۱۹۶۴ء تا ستمبر ۱۹۶۶ء ڈی۔بی۔سی ہائی سکول گھوئینکے ضلع سیالکوٹ میں معلم رہے۔ ستمبر ۱۹۶۶ء سے تعلیم الاسلام ہائی سکول ربوہ میں بطور معلم کام کر رہے ہیں۔

۱۹۷۱-۷۲ء میں پہلی مرتبہ مہتمم تجنید مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ مقرر ہوئے۔ ۱۹۷۲-۷۳ء میں مہتمم تحریک جدید کے طور پر خدمت کی سعادت نصیب ہوئی۔ اور امسال پھر شعبہ تجنید کا کام آپ کے سپرد ہوا ہے

مہتمم اشاعت مکرم جمیل الرحمٰن صاحب رفیق

آپ محترم ملک محمد سلیم صاحب صحابی کے صاحبزادے ہیں۔ آپ کے دادا حضرت حافظ محمد امین صاحب کو ۳۱۳ اصحاب حضرت مسیح موعود علیہ السلام میں شمولیت کا شرف حاصل ہے۔ آپ جہلم میں ۹ مارچ ۱۹۳۶ء کو پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم جہلم، رسول اور سرگودھا میں حاصل کی۔ پھر تعلیم الاسلام کالج لاہور میں ایف۔ایس سی (نان میڈیکل) میں کالج میں اوّل رہے اور سکالرشپ حاصل کیا۔ بی۔ایس سی کی تعلیم کے دوران ۲۰ فروری ۱۹۵۶ء کو زندگی وقف کی اور بی۔ایس سی کے بعد جامعہ احمدیہ میں تعلیم حاصل کی اور ۱۹۶۱ء میں شاہد پاس کیا۔ اس دوران آپ کا تعلق زعیم ہوسٹل جامعہ احمدیہ اور معتمد مجلس ربوہ کے طور پر خدام الاحمدیہ سے رہا۔ ۱۹۶۲ء میں بحیثیت مبلغ تنزانیہ خدمتِ اسلام کی توفیق ملی۔ ۱۹۶۵ء میں ربوہ واپس آکر جامعہ احمدیہ میں لیکچرار مقرر ہوئے۔ فروری ۱۹۶۶ء تا دسمبر ۱۹۶۶ء رسالہ تشحیذ الاذہان کی ادارت آپ کے سپرد ہوئی۔ ۱۹۶۶-۶۷ء میں مہتمم تعلیم کے طور پر خدام الاحمدیہ کی خدمت کی اور ۱۹۶۷ء تا ۱۹۷۳ء چھ سال تنزانیہ اور کینیا میں بطور مشنری انچارج پھر خدمتِ اسلام کی توفیق ملی۔ وہاں آپ نے سواحیلی اور انگریزی زبان میں شائع ہونیوالے دو ماہناموں کی ادارت فرمائی۔ مشرقی افریقہ کی زبان سواحیلی میں تصنیف و ترجمہ کا کام کیا۔ سواحیلی زبان میں کبھی کبھی شعر کہنے کا ذوق بھی رکھتے ہیں۔ ۷۳-۱۹۷۴ء میں مہتمم تعلیم اور امسال مہتمم اشاعت مقرر ہوئے ہیں۔ ان دنوں ماہنامہ خالد کی ادارت بھی آپ ہی فرما رہے ہیں۔

مہتمم مقامی مکرم مبارک احمد صاحب طاہر

آپ ۱۲ دسمبر ۱۹۴۰ء کو کاچیلو ضلع تھرپارکر (سندھ) میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والد محترم صوفی غلام محمد صاحب ہیں۔ آپ نے خدا تعالیٰ کے فضل سے ۱۹۶۵ء میں بی کام، ۱۹۶۸ء میں ایم۔اے اور ۱۹۶۹ء میں ایل ایل۔بی کیا۔ ۱۹۶۶ء میں زندگی وقف کی۔ ان دنوں وکالت مال ثانی تحریک جدید میں کام کر رہے ہیں۔ ۱۹۶۱ء تا ۱۹۶۵ء ناظم مال مجلس خدام الاحمدیہ حیدر آباد، ۱۹۶۶ء میں معتمد مجلس حیدر آباد ۱۹۷۱-۷۲ء میں بطور ٹیچر لشیر ہائی سکول کمپالہ یوگنڈا (مشرقی افریقہ) میں خدمت کی توفیق ملی۔

۱۹۷۲-۷۳ء میں نائب مہتمم مقامی ۱۹۷۳-۷۴ء میں مہتمم خدمتِ خلق اور امسال مہتمم مقامی مقرر ہوئے ہیں۔

مہتمم امور طلبہ مکرم منور شمیم صاحب خالد

محترم شیخ مجذوب عالم صاحب خالد ایم۔اے کے فرزند ہیں مئی ۱۹۳۹ء میں بمقام قادیان پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم لاہور میں حاصل کی۔ ۱۹۵۵ء میں میٹرک کا امتحان پاس کیا۔ ۱۹۵۹ء میں تعلیم الاسلام کالج ربوہ سے بی۔اے کیا اور ۱۹۶۱ء میں پنجاب یونیورسٹی سے ایم۔اے کی ڈگری حاصل کی۔ ان دنوں تعلیم الاسلام

کالج ربوہ کے شعبہ پولیٹیکل سائنس میں تدریسی خدمات بجا لا رہے ہیں۔ ۱۹۶۷ء سے آپ کا خدام الاحمدیہ مرکزیہ سے تعلق ہے اور آپ کے سپرد مندرجہ ذیل شعبہ جات رہے ہیں:۔

۶۸-۱۹۶۷ء میں مہتمم خدمتِ خلق، ۱۹۶۸ء تا ۱۹۷۰ء مہتمم تحریک جدید، ۷۱-۱۹۷۰ء میں محاسب، ۷۲-۱۹۷۱ء میں مہتمم تحریک جدید، ۷۳-۱۹۷۲ء میں مہتمم مجالس بیرون، ۷۴-۱۹۷۳ء میں مہتمم تحریک جدید اور امسال مہتمم امور طلبہ کی ذمہ داری آپ کے سپرد ہوئی ہے۔

محاسب مکرم مبارک احمد صاحب کاٹھگڑھی

یکم جنوری ۱۹۴۳ء کو بمقام کاٹھگڑھ پیدا ہوئے۔ محترم چوہدری عبدالرحیم صاحب کاٹھگڑھی سابق آڈیٹر صدر انجمن احمدیہ کے فرزند ہیں۔ ۱۹۵۴ء میں تعلیم الاسلام ہائی سکول ربوہ سے میٹرک اور ۱۹۶۵ء میں تعلیم الاسلام کالج ربوہ سے بی۔ اے کا امتحان پاس کیا۔ اِس وقت آپ تعلیم الاسلام ہائی سکول ربوہ میں بطور مدرس خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔

۷۰-۱۹۶۹ء میں بطور محاسب، ۱۹۷۰ء تا ۱۹۷۴ء بطور مہتمم مال بہت محنت اور تندہی سے خدام الاحمدیہ کا کام کیا۔ امسال پھر بطور محاسب مرکزی عہدیدار مقرر ہوئے ہیں۔

طبیعت میں سادگی اور انکساری پائی جاتی ہے۔

اکتوبر ۱۹۷۴ء کے شمارہ میں شائع ہونے والے مضمون "ایٹمی جنگ کب ہوگی" سے متعلق ضروری تصحیح

ادارہ اِن اغلاط کی وجہ سے معذرت خواہ ہے

صفحہ	غلط	صحیح
۵ کالم ۱ تیسری سطر	اِس ایٹمی	اِس طرح ایٹمی
۵ کالم ۲ آخری سطر	مسیح موعودؑ	نبی موعودؑ
۸ کالم ۲ ساتویں سطر	ارشادات	اشارات
۹ کالم ۱ چوتھی سطر	کے لئے کوئی وقت مقرر کیا ہوا ہے اور وہ وقت	کے لئے کوئی وقت مقرر کیا ہوا ہے۔ سو جاننا چاہیئے کہ خدا تعالیٰ نے اس کے لئے ایک وقت مقرر کیا ہوا ہے اور وہ وقت
۹ کالم ۲ پانچویں سطر	نہ ہی کسی کو	نہ وہ کسی کو
۱۲ کالم ۱ آخری سطر	فرشتوں کا کنٹرول ہوگا	فرشتوں کا کنٹرول ہونے کے علاوہ ظاہراً انہیں غیر فرشتوں کا کنٹرول ہوگا۔

ادارہ

مجلسِ عاملہ خدام الاحمدیہ مرکزیہ کی طرف سے مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ کے کمیٹی روم میں مکرم عبدالرشید صاحب غنی، مکرم چوہدری مبارک مصلح الدین صاحب اور مکرم چوہدری سمیع اللہ صاحب سیال (جو ایک لمبا عرصہ خدام الاحمدیہ مرکزیہ میں خدمات انجام دینے کے بعد یکم جنوری ۱۹۷۵ء سے انصار اللہ میں شامل ہو رہے ہیں) کے اعزاز میں مورخہ ۱۳؍۱۱؍۷۴ کو الوداعی دعوت دی۔ اس موقع پر مکرم معتمد صاحب مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ نے ان جانے والے احباب کی خدمت میں درج ذیل ایڈریس پیش کیا:-

مکرم عبدالرشید صاحب غنی

آپ کا خدام الاحمدیہ سے بہت گہرا اور قدیم تعلق رہا۔ ۱۹۵۶ء سے ۱۹۵۹ء تک بطور نائب مہتمم تجنید و نائب مہتمم صنعت و تجارت خدمت کا موقع ملا۔ اور پھر ۱۹۵۹ء سے اب تک ایک لمبا عرصہ ۶۵-۱۹۶۴ء میں بطور مہتمم تجنید، ۱۹۶۵ء تا ۱۹۶۷ء محاسب ۶۸-۱۹۶۷ء میں محاسب و مہتمم تحریکِ جدید، ۶۹-۱۹۶۸ء میں مہتمم وقارِ عمل، ۱۹۶۹ء تا ۱۹۷۱ء مہتمم مال، ۱۹۷۱ء تا ۱۹۷۳ء مہتمم صحتِ جسمانی، ۷۴-۱۹۷۳ء میں مہتمم امور طلباء کے طور پر خدمت کی سعادت نصیب ہوئی۔

اللہ تعالیٰ نے آپ کو انتظامی صلاحیتوں سے نوازا ہے۔ مالی امور میں بھی آپ خاص دسترس رکھتے ہیں مزید برآں آپ نے ایک بلند پایہ علمی کتاب "اسلام کا وراثتی نظام" تصنیف فرمائی ہے فضلِ عمر فاؤنڈیشن کی طرف سے اس کتاب کی تصنیف پر آپ نے گرانقدر انعام حاصل کیا۔

مکرم چوہدری مبارک مصلح الدین صاحب

آپ کا خدام الاحمدیہ سے ۱۹۵۶ء سے تعلق ہے۔ آپ ناظم صحتِ جسمانی مجلسِ ربوہ اور ۵۸-۱۹۵۷ء میں مہتمم عمومی مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ، ۱۹۵۸ء سے ۱۹۶۴ء تک آپ کراچی میں متعین رہے اور مجلسِ کراچی میں ناظم تعلیم، معتمد اور نائب قائد کے طور پر کام کرتے رہے۔ کراچی سے ربوہ واپسی پر ۶۵-۱۹۶۴ء میں محاسب ۶۷-۱۹۶۶ء میں مہتمم تحریکِ جدید، ۶۹-۱۹۶۸ء میں مہتمم مجالسِ بیرون (کچھ عرصہ) اور محاسب، ۷۰-۱۹۶۹ء میں مہتمم مجالس بیرون، ۷۱-۱۹۷۰ء میں مہتمم مقامی، ۱۹۷۱ء تا ۱۹۷۳ء محاسب اور ۷۴-۱۹۷۳ء میں مہتمم مجالسِ بیرون کی خدمات سرانجام دینے کی توفیق پائی۔ آپ کو اللہ تعالیٰ نے انتظام کی اعلیٰ صلاحیتوں سے نوازا

ہے اور مالی امور میں خاص دلچسپی رکھتے ہیں۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ نے آپ کو وکیل المال ثانی مقرر فرمایا ہے۔ آپ پر خدا تعالیٰ کا یہ خاص فضل ہے کہ آپ کے والد محترم صدر انجمن احمدیہ میں بطور ناظر خدمت سرانجام دے رہے ہیں اور آپ تحریک جدید میں بطور وکیل خدمت کی سعادت پا رہے ہیں۔

مزید برآں سلسلہ کے مختلف کام آپ کے سپرد ہیں۔

مکرم چوہدری سمیع اللہ صاحب سیال ایم۔ اے

آپ کو بھی خدام الاحمدیہ میں ایک لمبا عرصہ کام کرنے کی سعادت نصیب ہوئی چنانچہ پہلے زعیم محلہ اور ناظم تحریک جدید مجلس ربوہ کے طور پر اور ۱۹۶۶ء تا ۱۹۶۹ء مہتمم مال ۷۰-۱۹۶۹ء میں معتمد، ۷۱-۱۹۷۰ء میں مہتمم صحت جسمانی، ۱۹۷۱ء تا ۱۹۷۳ء میں مہتمم مقامی، ۷۴-۱۹۷۳ء میں مہتمم عمومی کے طور پر خدمات سرانجام دیں۔ بطور مہتمم مال آپ نے بہت نمایاں کام کیا ہے۔ آپ مالیات سے دلچسپی رکھنے والے اور ایک اچھے منتظم ہیں۔

یہ عجیب اتفاق ہے کہ ہمارے اِن تینوں بھائیوں کو بفضلِ ایزدی لمبا عرصہ خدمت کی توفیق ملی ہے۔ تینوں واقفِ زندگی ہیں، تینوں اپنے اپنے رنگ میں عمدہ انتظامی صلاحیتوں کے مالک اور مالی امور میں گہری نظر رکھتے ہیں۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمارے اِن بھائیوں کی ان خدمات کو قبول فرمائے جو انہوں نے ماضی میں سرانجام دی ہیں اور آئندہ پہلے سے بہت بڑھ کر خدمتِ اسلام بجا لانے کی توفیق عطا کرے۔ آمین

Regd. No. L 5830 Monthly KHALID Rabwah November, 19